انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ﷺ

مسلسل اشاعت کے ۴۶ سال

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

مُلتان

شمارہ ۱۰ جلد ۱۲

شوال المکرم ۱۴۲۹ھ اکتوبر 2008ء

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

فتح مکہ

جب کمزور طاقتور بن گئے

عقیدۂ ختم نبوت..... علم و عقل کی روشنی میں

غازی محمد مالک شہید ؒ

فتنۂ قادیانیت کا تعاقب

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ: ۷ • جلد: ۱۲

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ملک وملت میں بدامنی اور اس کا حل	ادارہ	3
چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس کی پروقار تقریب	//	4

مقالات ومضامین

سید الشہداء حضرت حمزہؓ	مولانا غلام رسول دین پوری	5
اصحاب رسولؐ اور فریضۂ نماز	مولانا عبدالستار تونسوی	9
فتح مکہ..... جب کمزور طاقتور بن گئے	ابن احمد شیخ	11
امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی نظر انتخاب	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	21
عقیدہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں	فریدالدین مسعود	24
مظاہر علوم سہارنپور اور تحفظ ختم نبوت	مولوی محمد عثمان	27
حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا قائدانہ کردار	مولانا محمد علی صدیقی	30

رد قادیانیت

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ	37
فتنۂ قادیانیت کا تعاقب	مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری	39
مسیلمۂ ہند	حق نواز	44

متفرقات

غازی محمد مالک شہیدؒ	محمد متین خالد	49
دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ میں رد قادیانیت کورس	مولانا محمد عارف شامی	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ملک وملت کی بدامنی اور اس کا حل!

جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے۔تب سے پاکستان اور اہالیان پاکستان کو بنظر احترام نہیں دیکھا جارہا۔جس کا جس کے متعلق جب جی چاہتا ہے تذلیل وتحقیر کرلیتا ہے اور ملک وملت کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے ہر طرح کے حربے(سیاسی، معاشی اور عسکری) استعمال کئے جارہے ہیں۔سب کو پاکستان کے کھانے اور ختم کرنے کی فکر ہے۔جو بھی آتا ہے اپنے ذاتی مراعات حاصل کرتا اور اپنوں کو نوازتا ہے۔گناہ، تعیش، عریانی اور بے حیائی کو ترویج دیتا ہے۔اقتدار کے نشہ میں بدمست حضرات کو قرآن پاک کے عقائد، اعمال، اخلاق ودیگر احکامات کے نفاذ کا خیال تک نہیں۔کرسی صدارت پر جو بھی آتا ہے سب سے پہلے وہ یہ شرک کرتا ہے کہ کسی اللہ والے، کسی بزرگ اور ولی کے مزار پر رداپوشی اور گل پاشی کرتا ہے۔اسے یہ خبر نہیں ہوتی کہ یہ اقتدار خدا تعالیٰ کی ایک امانت ہے۔جس ذات نے یہ امانت میرے سپرد کی ہے۔اس نے اس کے نبھانے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔تو کیوں نہ اس کے در پر جھکوں، اور اس کے شکریہ کے لئے سجدہ ریز ہوجاؤں۔

جب ہمارے حکمرانوں کو عقائد کا پتہ نہیں تو ان کے ماتحت رعایا وخلق خدا کا پھر اللہ ہی حافظ ہے۔عقیدۂ رسالت وعقیدۂ آخرت تو دور کی بات ہے۔تاہم اس بدعقیدگی کی شومی ونحوست ہے کہ آج اہالیان پاکستان پر امن وامان عنقاء کے مثل ہے۔کہیں قتل وغارت ہے، کہیں دھماکے ہیں، کہیں خودکش حملے ہیں، کہیں مہنگائی ہے، کہیں بجلی کا بحران ہے، کہیں چوریاں اور ڈاکے ہیں، کہیں ملازمتوں سے محرومی ہے، کہیں تجارتی کساد بازی ہے، کہیں غیر ملکی طاقتوں کا ناروا رویہ ہے۔

دیکھئے تو سہی ہمارے ملک میں سودی کاروبار، رشوت، جوا، شراب نوشی، زنا کاری، رقص وسرود کی محافل، فیشن پرستی کہاں سے کہاں چلی گئی۔ان امور کے عواقب وانجام سے واقف ہونے کے باوجود کتنی جرأت وبے باکی سے کئے جارہے ہیں اور دوسری طرف دیکھئے ملکی عدالتوں کا نظام معطل ہے۔مظلوم کے لئے حصول انصاف ناممکن ہے۔یہودیت وعیسائیت اور قادیانیت جیسے دشمنان اسلام ومسلمین، اعداء اللہ اور اعداء الرسول جہاں چاہیں اپنے عقائد کی پرچار کریں اور جسے چاہیں قتل کردیں۔یہ شتر بے مہاری کس نے سکھائی۔یہ سب کچھ ارباب اقتدار حضرات کا فیضان ہے۔جس کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام ان عذابات کا شکار ہیں۔سربراہان قوم اور اعیان حکومت ان نامساعد حالات کے باوجود بھی روز بروز شاہانہ عشرتوں میں ترقی پذیر ہیں۔ملک اور عوام دن بدن قرضوں کے انبار میں دبی جارہی ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ کسی ذمہ دار کی کسی ادا سے بے چینی کا اظہار نہیں۔

جب تک خلفاء راشدینؓ کے طرز حکومت پر حکومت نہیں کی جائے گی اور قرآن وسنت پر عمل نہیں کیا جائے

گا۔ملکی صورتحال کبھی درست نہیں ہوسکتی اور امن وامان کی فضاء کبھی قائم نہیں ہوسکتی۔ مہنگائی، ارزانی کی صورت میں کبھی نہیں بدل سکتی۔ظلم وستم کی جگہ عدل وانصاف کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔ان تمام مسائل ومشکلات کا حل نظام شریعت کے نفاذ میں ہے۔باقی سب ہوس وحرص ہے۔

دیکھئے یہود ونصاریٰ سے بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہی فرمایا:

’’اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل کو اور اس (قرآن) کو جو نازل ہوا ان پر ان کے رب کی طرف سے تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے۔‘‘

یعنی قرآن پاک جو تورات وانجیل کے بعد ان کی تنبیہ کے لئے نازل ہوا۔اسے قائم کرتے تو تمام ارضی وسماوی برکات سے انہیں متمتع کیا جاتا۔ذلت، بدحالی اور ضیق عیش کی جو سزا ان کے عصیان وتمرد پر دی گئی وہ اٹھالی جاتی۔

اسلامی تاریخ اس بات سے بھری پڑی ہے کہ جس مدعی نبوت نے جس ملک میں اور جس خطہ پر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسلمان حکمرانوں نے اسے صولی چڑھایا۔قتل کیا اور ارض خدا کو ان کی نحوست سے پاک کیا۔شومئی قسمت ہماری کہ ۱۹۰۱ء میں افرنگی نبی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے دعویٰ نبوت کیا۔ایک صدی سے زائد عرصہ بیتا جارہا ہے۔چاہئے تھا کہ یہ فتنہ زیرزمین دب جاتا اور اس کی ذریت ختم ہوجاتی۔لیکن انگریز کے وظیفہ خوار اپنے محسن سے وفاء کا ثبوت دیتے ہوئے درپردہ اس کی آبیاری کرتے رہتے ہیں۔اس نتیجہ میں کبھی کبھی مسلمانوں کی حرارت ایمانی کو جانچنے کے لئے پنجہ آزمائی کرتے ہیں۔ارباب اقتدار سے گذارش ہے کہ مسلمان حکمرانوں کی طرح اس فتنہ کو یکسر ختم کر کے ارض خدا کو اس سے پاک کریں اور قادیانیوں کو اعلیٰ وادنیٰ عہدوں سے معزول کریں۔

اللہ تعالیٰ اور اپنے محبوب پیغمبر حضور سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کے ہاں سرخروئی حاصل کریں۔اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو اس عظیم الشان کام کی توفیق مرحمت فرمائے اور ملک وملت کی حفاظت فرمائے۔آمین!ثم آمین!!

چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس کی پروقار تقریب

اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر ہے کہ آج ۲۶؍شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۹؍اگست ۲۰۰۸ء بروز جمعۃ المبارک کو سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس بیس روزہ دورانیہ مکمل کر کے پایۂ تکمیل کو پہنچا اور تقسیم اسنادوکتب کے سلسلہ میں تقریب کا اہتمام کیا گیا۔

تقریب کا آغاز دس بجے تلاوت قرآن پاک ونعتیہ کلام سے ہوا۔اس کے بعد مجلس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے شرکاء کورس طلبہ کو بیش بہاء نصائح پر مشتمل الوداعی وعظ فرمایا اور حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا غلام رسول دین پوری نے اسنادوکتب تقسیم کیں۔پھر خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ جناب صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے پڑھائی اور دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔اس تقریب میں فیصل آباد، چنیوٹ، جھنگ، سرگودھا، سیالکوٹ لاہور وغیرہ شہر کے علماء ودیگر حضرات نے شرکت کی۔اللہ تعالیٰ کاروان ختم نبوت کو مزید بڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین!

سید الشہداء حضرت حمزہؓ!

مولانا غلام رسول دین پوری

نام ونسب

آپ کا نام مبارک حمزہ، کنیت ابویعلی اور ابوعمارہ، اور تشریفی لقب سید الشہداء ہے۔ والد کا نام عبدالمطلب (جو آنحضرت ﷺ کے جدامجد ہیں) ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام ہالہ بنت اہیب (جو آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کی چچازاد بہن تھیں) ہے۔ آپؓ رسول خدا ﷺ کے چچا ہونے کے علاوہ رضائی بھائی بھی تھے۔ کیونکہ ابولہب کی باندی حضرت ثویبہؓ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے: حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بدعدنان۔ (اسد الغابہ فی احوال الصحابہ)

آپؓ آنحضرت ﷺ سے دو یا چار سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپؓ کو شمشیرزنی، تیراندازی، اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ سیروتفریح اور شکار سے بھی کافی دلچسپی تھی۔ اس لئے زندگی کا بیشتر حصہ اسی مشغلہ میں گذرا۔

قبول اسلام

حضرت ارقم بن ابی الارقمؓ کا مکان کوہ صفا کے دامن میں تھا۔ حضور ﷺ اور ایمان لانے والے حضرات کا قیام وہیں ہوتا تھا۔ وہیں تعلیم وتربیت، ایک دن حضور اقدس ﷺ صفا پہاڑی کے پاس تشریف فرماتھے کہ ابوجہل، عدی بن حمراء اور ابن الاصداء کا وہاں سے گذر ہوا۔ ابوجہل نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی آپ ﷺ کی شان میں گستاخانہ اور نامناسب کلمات کہنے شروع کر دیئے۔ آپ ﷺ خاموشی سے سنتے رہے۔ کوئی جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن جدعان کی باندی کوہ صفا پر اپنے مکان سے سب کچھ دیکھ رہی تھی اور سن رہی تھی۔ ابوجہل وہاں سے چل کر بیت اللہ شریف میں قریش کی مجلس میں جا بیٹھا۔ ادھر سے حضرت حمزہؓ کہیں سے شکار کھیل کر آ نکلے۔ عبداللہ بن جدعان کی باندی کے گھر سے گذرے تو وہ کہنے لگی۔ اے ابوعمارہ! کاش آپ اس وقت ہوتے جب ابوجہل آپ کے بھتیجے کو گالیاں دے رہا تھا۔ مگر آپ نے بخوشی سب کچھ سنا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ سنتے ہی حضرت حمزہؓ کی رگ حمیت پھڑک اٹھی۔ (چونکہ آپ کا معمول تھا، شکار سے واپسی پر سیدھا بیت اللہ شریف جاتے، طواف کرتے، پھر قریش کی مجلس میں بیٹھتے) تیزی کے ساتھ بیت اللہ شریف کی طرف بڑھے طواف سے قبل ابوجہل کو تلاش کیا۔ مسجد حرام میں ایک مجلس میں پایا۔ اس کی طرف بڑھ کر زور سے ایک کمان اس کے سر پر اس طرح ماری کہ خون نکل آیا اور ایک بڑا زخم ہوگیا اور فرمایا: تم محمد ﷺ کو گالیاں دیتے ہو۔ حالانکہ میں بھی انہیں کے دین پر ہوں۔ قبیلہ بنومخزوم کے لوگ ابوجہل کی حمایت کے لئے کھڑے ہوگئے۔ لیکن ابوجہل نے روک دیا اور کہا ابوعمارہ کو چھوڑ دو۔ واقعی میں نے گالیاں دی ہیں اور برا بھلا کہا ہے۔ حضرت حمزہؓ جوش میں تو کہہ گئے کہ میں محمد ﷺ کے دین پر ہوں مگر گھر آ کر سوچنے لگے کہ سرداران قریش کے ہوتے ہوئے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا اور محمد ﷺ کے دین کو قبول کرلیا۔ یہ تو شرم کی بات ہے۔ اس تشویش اور تردد کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

’’یہ دین جس کو میں نے اختیار کیا ہے۔ اگر اس میں بھلائی ہے تو میرے قلب کو اس کی تصدیق سے سکون وتسلی بخش دیجئے۔ ورنہ جس چیز میں میں مبتلا ہوں میرے لئے اس سے رستگاری کا کوئی راستہ نکالئے۔‘‘ رات انتہائی بے چینی میں گذاری۔ صبح ہوتے ہی دربار رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ ساری پریشانی آپ ﷺ کے سامنے رکھی۔ آپ ﷺ نے وعظ ونصیحت فرمائی۔ (جس میں فکر آخرت، جنت کی بشارت وغیرہ امور کا تذکرہ فرمایا) جس کی برکت سے اسلام کی حقانیت قلب میں جاگزین ہوئی۔ فوراً اقرار کیا: ’’میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ آپ اپنے دین کا خوب اظہار کیجئے۔ خدا کی قسم! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے اوپر آسمان سایہ کئے ہوئے ہو اور میں اپنے پہلے دین پر قائم رہوں۔‘‘ یعنی جب تک آسمان کا سایہ مجھ پر رہے گا ہرگز ہرگز مشرکانہ زندگی اختیار نہیں کروں گا۔ خدانخواستہ ایسا ہو تو زمین میں دفن ہو جانا مجھے پسند ہے۔ غرضیکہ آپ کا اسلام پختہ ہوگیا اور اسی پر اخلاص کے ساتھ قائم رہے۔

شجاعت وبہادری

آپؓ کے اسلام لانے سے اسلام اور مسلمانوں کو خوب تقویت ملی اور قریش کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے بعد حضرت عمرؓ آستانہ نبوت پر شمشیر بکف حاضر ہوئے تو صحابہ کرامؓ کو تردد ہوا۔ لیکن شیر خدا حضرت حمزہؓ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ آنے دو! مخلصانہ آئے تو بہتر ورنہ انہی کی تلوار سے ان کا سر قلم کردوں گا۔ خیر! تشریف لائے تو کلمۂ توحید ان کی زبان پر تھا۔ تمام مسلمان خوشی اور مسرت کے جوش میں ’’اللہ اکبر‘‘ کے نعرے بلند کرنے لگے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ دونوں ہی کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں اور اسلام کے معین ومحافظ بنے۔ (طبقات ابن سعد)

ہجرت

چونکہ مسلمانوں پر سرزمین مکہ مکرمہ (بوجہ مظالم کفار ومشرکین) روز بروز تنگ ہوتی جارہی تھی۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا تو دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ حضرت حمزہؓ بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔

مہاجرین وانصار میں مواخات

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے مابین بھائی چارہ قائم فرمایا اور بھائی چارہ قائم کرنے میں ہر ایک کے رتبہ وحیثیت کو پیش نظر رکھا۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ کو حضرت زید بن حارثؓ کا بھائی قرار دیا۔

غزوات

حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے بعد شہادت تک کے جتنے واقعات ہیں۔ درحقیقت وہ واقعات آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف اجزاء ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جتنے غزوات فرمائے یا دوسری قوموں سے معاہدات کئے اور اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو جو تدابیر اختیار فرمائیں ان میں سے اکثر واقعات ایسے ہیں جن میں حضرت حمزہؓ کی شرکت رہی اور ان کی سعی سے وہ درجۂ تکمیل کو پہنچے۔ چند غزوات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

غزوۂ ابواء

یہ پہلا غزوہ ہے جو شروع صفر ۲ھ میں پیش آیا۔ اس کا دوسرا نام غزوۂ ودان بھی ہے۔ اس غزوہ میں

آنحضرت ﷺ ساٹھ مہاجرین کی معیت میں بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اور جھنڈا حضرت حمزہؓ کے ہاتھ مبارک میں تھا۔ اسلامی لشکر پہنچنے سے پہلے قریش کا قافلہ نکل گیا۔ جنگ وجدل کا موقعہ پیش نہ آیا۔ (عیون الاثر، فتح الباری، طبقات ابن سعد)

غزوہ عشیرہ

یہ غزوہ ماہ جمادی الاوّل ۲ھ میں عشیرہ نامی مقام (جو ینبع کے قریب ہے) میں پیش آیا۔ آپ ﷺ تقریباً دوسو مہاجرین کی معیت میں اس غزوہ میں تشریف لے گئے۔ تیس اونٹ ہمراہ لئے اور جھنڈا حضرت حمزہؓ کے ہاتھ میں دیا۔ آپ کے پہنچنے سے کئی روز قبل قافلۂ قریش جا چکا تھا۔ آپ چند راتیں قیام فرما کر واپس مدینہ منور تشریف لے آئے۔ (طبقات ابن سعد، روض الانف)

غزوہ بدر

یہ غزوہ رمضان المبارک ۲ھ میں پیش آیا۔ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ تین سوتیرہ صحابۂ کرامؓ (جن میں سے تراسی (۸۳) مہاجرین اور باقی انصار تھے) کی معیت میں تشریف لے گئے۔ صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ باری باری صحابہ سوار ہوتے تھے۔ (واقعہ کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں) آخر اسلامی لشکر میدان میں پہنچا، جنگ کا دن آیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مجاہدین اسلام کی صف سے عبداللہ بن رواحہؓ، عوفؓ اور معوذؓ دشمنان اسلام عتبہ، شیبہ اور ولید کے مقابلہ میں آئے تو دشمنان اسلام نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا ہم انصار ہیں۔ عتبہ نے کہا ہمیں تمہاری حاجت نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: اے محمد (ﷺ)! ہماری طرف ہماری قوم کے آدمی بھیجو! آنحضرت ﷺ نے حضرت عبیدہ بن حارثؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ سے فرمایا تم میدان میں نکلو۔ چنانچہ تینوں نے میدان میں اتر کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے تو پہلے ہی وار میں شیبہ اور ولید کو جہنم رسید کیا۔ حضرت عبیدہؓ نے عتبہ کا مقابلہ کیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو شدید زخم پہنچائے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے یہ صورت دیکھی تو شیر کی طرح جھپٹ کر عتبہ کا خاتمہ کیا۔ طعیمہ بن عدیٰ جوش انتقام میں آگے بڑھا تو حضرت حمزہؓ نے ایک ہی وار میں اس کو بھی ڈھیر کر دیا۔ غرض! اس طرح کے بیشمار واقعات ہیں جن سے حضرت حمزہؓ کے کمالات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

غزوہ احد

۵رشوال ۳ھ کو قریش کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل بڑی آب وتاب کے ساتھ غزوۂ بدر میں اپنے مقتولین کا بدلہ چکانے کے لئے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا۔ جس میں پندرہ عورتیں بھی تھیں۔ ادھر حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچادی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے قاصد تحقیق حال کے لئے روانہ فرمائے۔ ان قاصدوں نے آکر بتایا کہ لشکر تو مدینہ منورہ کے بالکل قریب آ پہنچا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ وغیرہ شوق شہادت میں بے چین وبے تاب تھے۔ ان کی رائے تھی کہ مدینہ منورہ سے نکل کر ان کا مقابلہ

کیا جائے۔ جمعہ کا دن تھا۔ بعد از نماز جمعہ آپ ﷺ نے وعظ فرمایا۔ جس میں جہاد وقتال کی ترغیب دی۔ یہ سنتے ہی محبین ومخلصین اور شہادت کے شائقین کی جانوں میں جان آ گئی۔

۱۱رشوال بروز جمعہ بعد از نماز عصر ایک ہزار پر مشتمل لشکر اسلام مدینہ منورہ سے احد کی طرف روانہ ہوا اور قریش کا لشکر اس سے قبل پہنچ کر احد کے دامن میں پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ جب فریقین کی صفیں مرتب ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے مجاہدین اسلام سے خطاب فرمایا اور فرمایا: کون ہے جو مجھ سے تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے۔ (یہ تین مرتبہ فرمایا اور تینوں بار) حضرت ابودجانہؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ میں اس کے حق کے ساتھ اس کو لیتا ہوں۔ آپ نے وہ تلوار حضرت ابودجانہؓ کو دے دی۔ جنگ شروع ہوئی۔ حضرت ابودجانہؓ اور حضرت حمزہؓ صفوں کو چیرتے ہوئے چلے جاتے تھے جو سامنے آتا اس کی لاش زمین پر نظر آتی۔

شہادت حضرت حمزہؓ

حضرت حمزہؓ کے شیرانہ حملہ سے کفار سخت پریشان تھے۔ ادھر حضرت وحشی بن حربؓ (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) جو جبیر بن مطعم کے غلام تھے۔ جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی چونکہ غزوہ بدر میں حضرت حمزہؓ کے دست مبارک سے قتل ہوا تھا۔ جبیر کو بڑا صدمہ تھا۔ جبیر نے حضرت وحشیؓ سے کہا۔ اگر میرے چچا کے بدلے حضرت حمزہؓ کو قتل کردے تو تو آزاد ہے۔ تو اپنی آزادی کے لئے قریش کے ہمراہ غزوہ احد میں آ گئے اور حضرت حمزہؓ کی تاک میں ایک پتھر کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے۔ ادھر سباع بن عبدالعزی ''ھل من مبارزٍ'' ﴿ہے کوئی میرا مقابل﴾ پکارتا ہوا میدان میں آیا۔ حضرت حمزہؓ اس کی طرف بڑھے تو حضرت وحشیؓ نے ناف پر نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ چند قدم چلے مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون''

تنبیہ

یاد رہے کہ فتح مکہ کے بعد حضرت وحشیؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر (مدینہ منورہ میں) مشرف باسلام ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ وحشیؓ آپ کے عم محترم کا قاتل آیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو! ایک شخص کا مسلمان ہونا میرے نزدیک ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔'' آنحضرت ﷺ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ اب حضرت وحشیؓ اس فکر میں رہتے تھے کہ حضرت حمزہؓ کے قتل کا کفارہ کس طرح ادا کروں؟ ادھر مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب (اپنے دور خلافت میں) مسیلمہ کذاب کے قتل کے لئے لشکر اسلام روانہ فرمایا تو اس لشکر میں حضرت وحشیؓ بھی تھے۔ حضرت وحشیؓ نے اسی نیزہ سے مسیلمہ کو مار کر جہنم رسید کیا۔ اس طرح ایک خیرالناس کے قتل کی ایک شرالناس کے قتل سے مکافات کی۔ (فتح الباری) چونکہ حضرت حمزہؓ کی شہادت ماہ شوال میں واقع ہوئی ہے۔ اس لئے ماہ شوال کی مناسبت سے حضرت حمزہؓ کی شہادت اور مختصر حالات زندگی قلم بند کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین! ثم آمین!!

اصحابؓ رسول ﷺ اور فریضہ نماز!

مولانا عبدالستار تونسوی

بہز بن حکیم کی روایت ہے کہ زرارہ بن اوفیؒ بصرہ اور بنی قشیر کی مسجد میں امامت کی خدمت انجام دیتے تھے۔ ایک دن صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی۔’’فاذا نقر فی الناقور فذالك یومئذٍ یوم عسیر‘‘ ﴿جس دن صور پھونکا جائے گا وہ دن بہت سخت ہوگا۔﴾ تو دہشت کی وجہ سے روح پرواز کرگئی اور بے جان ہوکر گر پڑے۔(ترمذی)

سعید بن مسیبؒ کی روایت ہے کہ مراد نبی داماد علی سیدنا عمرؓ تہجد کی نماز آدھی رات کو پڑھنا پسند فرماتے تھے۔(ابن سعد) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب سورۃ مزمل کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو اصحاب رسول ﷺ رمضان المبارک کی طرح رات بھر نماز میں مشغول رہے تھے۔

سیدنا حسن بن علیؓ فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلیٰ پر بیٹھے رہتے تھے۔ دن چڑھے صلوٰۃ ضحیٰ پڑھ کر امہات المؤمنین کے پاس سلام کرنے کو جاتے تھے۔ پھر گھر ہوکر مسجد چلے آتے تھے۔(ابن عساکر)

حضرت خبیبؓ کو کفار قریش سولی پر چڑھانے کے لئے سولی کے نیچے لائے اور پوچھا کہ خبیبؓ کوئی تمنا ہے تو تختہ دار کے نیچے بھی جس تمنا کا اظہار کیا وہ نماز تھی۔ کفار نے موقع دیا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور پڑھ کر فرمایا اگر تم یہ طعنہ نہ دیتے کہ موت کے ڈر سے نماز میں دیر کر رہا ہے تو میں اس سے زیادہ دیر تک نماز پڑھتا۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ خلیفہ ثانی مراد نبی، سیدنا عمرؓ کو جب نماز میں زخمی کیا گیا اور مسجد سے گھر اٹھا کر لائے گئے تو آپ کو اس وقت ہوش نہیں تھا۔ جب ہوش آیا تو آپ نے پوچھا کہ لوگوں نے نماز ادا کی۔ میں نے کہا ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا:’’لا اسلام لمن ترك الصلوٰۃ‘‘ ﴿جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔﴾

پھر پانی مانگا وضو کیا اور نماز پڑھی۔(کنز العمال)

ایسی حالت میں کہ آپ کے زخم سے خون جاری تھا۔ آپ نے نماز پڑھی تھی اور یہ بھی فرمایا جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔’’لا حظ لمن لا صلوٰۃ له‘‘ ﴿ایسے شخص کی زندگی کے لئے کوئی لطف نہ رہا جو نماز سے عاجز ہوگیا۔﴾(کنز العمال)

ابن سعدؒ کی روایت ہے کہ آپ جس لباس میں زخمی کئے گئے اسی لباس میں تین وقت کی نماز ادا فرمائی۔

سائب بن یزیدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آدھی رات کو سیدنا فاروق اعظمؓ کو مسجد میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور چونکہ وہ قحط کا سال تھا۔ آپ یہ دعاء بار بار دوہرا رہے تھے کہ اے میرے اللہ! قحط سے ہم لوگوں کو ہلاک نہ فرما اور اس بلا کو ہم سے دور کردے۔

سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جماعت شروع ہوگئی تھی۔ ہادی عالم ﷺ نماز میں تھے۔ ایک مسلمان ایک منافق کے پاس گذرا تو پوچھا کہ ہادی عالم ﷺ نماز میں ہیں اور تم بیٹھے ہوئے ہو۔ اس نے کہا کہ تم کو

کام ہے تو تم اپنے کام کو جاؤ۔ اس نے کہا کہ ابھی ایک ایسا آدمی تم پر گذریں گے جو تمہارے فعل پر باز پرس کریں گے۔ اتنے میں خلیفہ راشد سیدنا عمرؓ گذرے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر ٹوکا کہ خاتم المعصومین ﷺ نماز میں ہیں اور تو بیٹھا ہے۔ اس نے وہی بات کہہ دی جو پہلے شخص کو کہہ چکا تھا۔ یہ سننا تھا کہ امام عدل وحریت سیدنا عمرؓ بڑھے پھر آپ نے ان کو واپس بلا لیا۔ (کنزالعمال)

حضرت عبیدؓ کہتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ یوسف کو شروع کیا۔ جب اس آیت پر پہنچے: ''وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم'' تو رو پڑے اور ایسی حالت ہوگئی کہ آگے پڑھ نہیں سکے تو رکوع میں چلے گئے۔ (کنزالعمال)

امیرالمؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ رمضان المبارک میں خاص اہتمام فرماتے تھے۔ مسجد نبوی میں قندیلیں روشن کی جاتی تھیں۔ ایک دفعہ امیرالمؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ پر اس کا خاص اثر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: ''نور اللّٰہ علیٰ قبر عمر کما نور علینا مساجدنا'' ﴿اللہ کریم سیدنا عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ انہوں نے ہماری مسجدوں کو منور کر دیا۔﴾ (کنزالعمال)

عبیداللہ بن سائبؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ کو عشاء کی نماز میں کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی۔ تو ہم نے نماز شروع کر دی۔ آپ میرے پیچھے نماز میں شریک ہوگئے۔ میں سورۃ ذاریات پڑھ رہا تھا۔ جب اس آیت کریمہ پر پہنچا: ''وفی السماء رزقکم وما توعدون'' تو بے اختیار ان کی زبان سے ''انا اشھد'' میں اس پر گواہی دیتا ہوں۔ اتنا زور سے نکلا کہ مسجد گونج اٹھی۔

سیدنا حضرت علیؓ راوی ہیں کہ جب فاروق اعظمؓ نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو اس شان سے نکلے کہ تلوار کو گردن میں حمائل کر لیا اور کمان کو مونڈھے پر لٹکا لیا اور تیروں کو ہاتھوں میں لیا اور بیت اللہ تشریف لائے۔ وہاں سرداران قریش خانہ کعبہ کے سامنے اپنا اپنا دربار جمائے بیٹھے ہوئے تھے۔ پہلے تو سات پھیرے طواف کئے پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے سب کے حلقے کے پاس آئے اور فرمایا جو چاہتا ہو کہ اس کی ماں اس کو روئے اور اس کا بچہ یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے تو اس وادی میں جو مسجد حرام کے دروازے سے باہر متصل ہی تھی۔ ہم سے مقابلہ کرے۔ لیکن کسی شخص نے آپؓ کا پیچھا نہیں کیا۔ یعنی اصحاب رسول ﷺ سخت خطرہ کے وقت میں بھی نماز سے نہیں رکتے تھے۔

امیرالمؤمنین سیدنا علیؓ کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جب نماز کا وقت آتا، آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت یہ کیفیت کیوں طاری ہوتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس امانت کے اٹھانے کا وقت آ گیا ہے۔ جو اللہ کریم کی جناب سے جب آسمانوں اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو اس کے بوجھ اٹھانے سے سب ڈر گئے اور انکار کر دیا۔

سہل بن سعدؓ کی روایت ہے کہ خلیفہ اوّل بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ خشوع کی وجہ سے نماز میں کبھی التفات نہیں فرماتے تھے۔

فتح مکہ ...... جب کمزور طاقتور بن گئے!

ابن احمد شیخ

یہ سن ۸ ھ کا ذکر ہے۔ مدینہ میں بسنے والے مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے مابین ہونے والے حدیبیہ کے تاریخی معاہدہ کو ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہیں گذرا تھا۔ جس کی رو سے ہر دو فریق پر لازم تھا کہ وہ دس سال تک ایک دوسرے پر حملہ آور نہیں ہوں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کے خلاف خفیہ سازشیں کریں گے۔ اس معاہدہ میں عرب قبائل کو اختیار دیا گیا کہ وہ فریقین میں سے جس کو پسند کریں اس کے حلیف بن جائیں۔ چنانچہ قبیلہ بنوخزاعہ نے اہل اسلام کے ساتھ کھڑے ہونے کی سعادت حاصل کی۔ جب کہ بنوبکر مشرکین مکہ کے ہمنوا بن گئے۔

حدیبیہ سے واپس لوٹنے کے بعد مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا تھا کہ اب انہیں پوری دلجمعی کے ساتھ عرب کے باقی قبائل میں اسلام کی دعوت لے جانے اور اس کے لئے پوری تیاری کے ساتھ جہاد کا موقع ملے گا۔ کیونکہ کم از کم دس سال تک ان کے سب سے بڑے دشمن نے جنگ سے ہاتھ روک دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر مشرکین کا تو دین وایمان ہی فریب و دھوکہ دہی پر مشتمل تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ مسلمانوں سے کئے ہوئے اس معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرتے اور پھر ہوا بھی ایسا ہی۔ ایک دن اہل مدینہ کو یہ خبر ملی کہ مشرکین نے بدعہدی کی ہے اور معاہدہ حدیبیہ سے انحراف کرلیا ہے۔ یہ خبر لانے والا بنوخزاعہ کا ایک قافلہ تھا جو انتہائی پریشان حالی اور پراگندگی کے عالم میں اچانک حدیبیہ میں وارد ہوا اور اس کے سردار عمرو بن سالم خزاعی نے شہنشاہ مدینہ ﷺ کے دربار اقدس میں حاضر ہوکر یوں فریاد کی:

''اے پروردگار! میں محمد ﷺ کو اپنے باپ اور ان کے باپ عبدالمطلب کا قدیم عہد یاد دلانے آیا ہوں۔ (جب وہ دونوں ایک دوسرے کے حلیف تھے) بے شک قریش نے آپ ﷺ سے وعدہ خلافی کی اور آپ ﷺ کے پختہ عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔ ان لوگوں نے چشمہ وتیر پر سوتے ہوئے ہم پر شب خون مارا اور رکوع وسجود کی حالت میں ہم کو قتل کیا اور مقام کداء میں ہمارے لئے گھات لگائی اور ان کا خیال یہ تھا کہ میں مدد کے لئے کسی کو نہیں پکاروں گا اور وہ سب ذلیل ہیں اور شمار میں بہت کم ہیں۔ پس ہماری مدد فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید فرمائے اور اللہ کے خاص بندوں (صحابہ کرامؓ) کو حکم دیجئے کہ وہ ہماری مدد کو آئیں اور جب عباد اللہ کا لشکر ہماری مدد کو آئے تو اس میں اللہ کا رسول ﷺ ضرور ہو جو ظالموں سے جنگ کے لئے تیار ہوا اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غیرت وحمیت سے تمتما رہا ہو اور ایسے لشکر کو ساتھ لے کر آئیں جو سمندر کی طرح جھاگ مارتا ہو۔''

مسلمانوں نے جب اہل قافلہ سے تفصیلات پوچھیں تو معلوم ہوا کہ بنوبکر اپنی دیرینہ دشمنی کی بناء پر بنوخزاعہ پر حملہ آور ہوئے اور لوٹ مار کر کے ان کے کئی آدمیوں کو موت کے گھاٹ بھی اتار دیا۔ بنوخزاعہ نے بھاگ کر کعبہ میں پناہ لینی چاہی تو دشمن وہاں بھی آدھمکے اور ان کا خون بہایا۔ خزاعہ کے لوگوں نے گھروں میں چھپنا چاہا تو وہاں بھی جاں بخشی نہ ہوئی۔ یہ ان دونوں قبائل کا ذاتی معاملہ تھا مگر افسوسناک بات یہ تھی کہ قریش کے کئی بڑے بڑے سرداروں نے اس خونریزی میں بنوبکر کا پورا پورا ساتھ دیا تھا اور انہیں ہر طرح کی مدد فراہم کی تھی اور یہی مشرکین کی

بربادی کا آغاز تھا۔ کیونکہ انہوں نے مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ جو اہل اسلام کے لئے ناقابل برداشت تھی اور پھر اللہ کے نبی ﷺ اور ان کے صحابہؓ کو یہ بھی دکھ تھا کہ ان کے ایک حلیف قبیلہ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے۔ وہ ہرگز یہ گوارہ نہ کر سکتے تھے کہ ان کے دامن رحمت میں پناہ لینے والے پر اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہو کوئی آنچ آئے۔ یہی وجہ تھی کہ بنوخزاعہ کی فریاد سنتے ہی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں تمہاری مدد نہ کروں تو میری مدد نہ کی جائے۔''

اور پھر آپ ﷺ نے فریادیوں کو تسلی دے کر واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی ایک سبک رفتار قاصد کو مشرکین مکہ کے نام مندرجہ ذیل پیغام دے کر بھیجا۔ تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو۔

۱...... مقتولین خزاعہ کی دیت دے دو۔ ۲...... بنوبکر کے عہد وعقد سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ۳...... معاہدہ حدیبیہ فسخ کرنے کا اعلان کردو۔

رسول اللہ ﷺ کا قاصد پیغام لے کر مکہ پہنچا تو مشرکین کو طاقت کے نشے میں چور اور سرمست پایا۔ چنانچہ انہوں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے تیسری شق کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ گویا یہ مشرکین کی جانب سے باقاعدہ اعلان جنگ تھا۔ قاصد جواب لے کر الٹے قدموں واپس لوٹ گیا۔

قاصد کے مدینہ منورہ پہنچتے ہی اللہ کے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو جنگی تیاریوں کا حکم صادر فرمایا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مدینہ منورہ کی گلیوں میں اسلحہ کی ریل پیل اور تلواروں کی چمک دمک دکھلائی دینے لگی۔ مسلمانوں نے بھرپور طریقے سے سامان جنگ جمع کرلیا اور کوچ کے لئے تیار ہوگئے۔ مگر اس لشکر کی منزل کیا ہوگی کسی کو معلوم نہ تھا۔ حتیٰ کہ صدیق اکبرؓ اور اماں عائشہؓ کو بھی اس سلسلہ میں کچھ معلوم نہ تھا۔ دراصل رسول اللہ ﷺ جنگی حکمت عملی کے تحت کسی پر اپنا ارادہ مکمل طور پر ظاہر نہ فرما رہے تھے اور نہ ہی لشکر کو روانگی کا حکم ارشاد فرما رہے تھے۔

اسی دوران ایک دن اچانک مدینہ میں سردار قریش ابوسفیان وارد ہوا۔ اسے مکہ والوں نے بھیجا تھا۔ کیونکہ انہوں نے جلد بازی میں معاہدہ تو فسخ کر دیا تھا مگر پھر انہیں ہوش آیا کہ انہوں نے اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی ماری تھی۔ مگر اب چڑیا دانہ چگ چکی تھی اور حالات قریش کے بس میں نہ رہے تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے اپنے دل کو تسلی کی خاطر معاہدہ کو دوبارہ استوار کرنے کی سرتوڑ کوشش شروع کردی اور اس مقصد کے لئے ابوسفیان کا انتخاب کیا گیا۔ شاید اس لئے کہ اس کی بیٹی سیدہ ام حبیبہؓ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ تھیں۔ ابوسفیان بھی اسی رشتے کے گھمنڈ میں مبتلا قریش کی طرف سے صلح کا پیغام لے کر مدینہ منورہ پہنچا۔ مگر شاید مشرکین مکہ کے دن گنے جاچکے تھے۔ جبھی تو ابوسفیان کی تمام کوششوں کے باوجود نہ ہی وہ اللہ کے رسول ﷺ کو راضی کرسکا اور نہ ہی مدینہ کی گلی کوچوں میں سنائی دینے والی تلواروں کی جھنکار کی وجہ دریافت کرسکا۔

ابوسفیان نے ابوبکرؓ سے سفارش کے لئے کہا تو انہوں نے دوٹوک جواب دے دیا: ''میں ایسا نہیں کرسکتا۔''

وہ یہی عرض لے کر عمر فاروقؓ کے پاس گیا تو انہوں نے نہایت ہی سخت جواب دیا: ''خدا کی قسم! اگر مجھے (تلوار کی بجائے) ایک سینگ بھی مل جائے تو تم سے جہاد کروں۔''

ابوسفیان ہکابکا رہ گیا اور حضرت علیؓ کا دامن پکڑنا چاہا مگر انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ بالآخر جب مایوسی حد سے بڑھی تو ابوسفیان خود ہی اٹھا اور مجمع میں جا کر اعلان کر دیا کہ: ’’لوگو! میں ابوسفیان، محمد (ﷺ) سے ہونے والے معاہدہ حدیبیہ کو دوبارہ جاری کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔‘‘

مگر اب یہ سب کاوشیں بےکار تھیں۔ ابوسفیان مکہ کی جانب واپس لوٹ گیا۔ وہ اپنے دل کو تسلی دے رہا تھا۔ مگر اسے یقین ہو چلا تھا کہ عنقریب مسلمان مشرکین پر حملہ آور ہوں گے۔

ابوسفیان وطن پہنچا تو قریش اس کی طرف لپکے اور حالات پوچھنے لگے۔ ابوسفیان نے ساری آپ بیتی سنا ڈالی تو مکہ والے کہنے لگے۔ کیا محمد ﷺ نے بھی تمہارے اس اعلان کو جائز رکھا؟ ابوسفیان بولا: ’’نہیں‘‘ یہ سن کر قریش نے کہا: ’’محمد (ﷺ) کی بغیر اجازت اور رضامندی کے تم کیسے مطمئن ہو گئے۔ تم محض لغو اور بےکار چیز لے کر آئے ہو۔ تم صلح کی خبر بھی نہیں لائے کہ اطمینان ہوتا نہ ہی جنگ کی خبر لائے کہ تیاری کرتے۔‘‘

بہرحال ابوسفیان کی واپسی کے بعد محمد عربی ﷺ نے بھی اپنے لشکر کو پوری طرح تیار رہنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ آپ ﷺ نے مسلمان جاسوسوں کو بھی مختلف علاقوں میں پھیلا کر چوکنا رہنے کی ہدایت کر دی۔ یہ جاسوس آپ ﷺ کو گردونواح میں پیش آنے والے واقعات کے علاوہ مشرکین مکہ کے حالات کی بھی بھرپور طریقے سے خبریں پہنچا رہے تھے اور آپ ﷺ انہیں حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جنگی حکمت عملی طے فرما رہے تھے اور پھر وہ دن بھی آ گیا جب اللہ کے آخری نبی ﷺ دس ہزار جانثاروں کے جھرمٹ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ روانہ ہونے سے کچھ ہی دیر قبل آپ ﷺ نے لشکر اسلام کی سمت ’’مکہ مکرمہ‘‘ متعین فرمائی۔ اللہ کے سرفروشوں کا کارواں مدینے سے نکلا تو عصر کا وقت چہار شنبہ کا دن تھا۔ رمضان کی ۱۰ تاریخ اور ہجرت کا آٹھواں سال۔ اتنی بڑی تعداد میں اللہ والے اس سے پہلے کبھی کسی مہم پر نہ نکلے تھے۔

مدینہ سے نکلنے سے پہلے ہی حضور اکرم ﷺ نے بہت سے مسلمان قبیلوں کو جو مدینے سے مکے کے راستے میں یا اس کے آس پاس پڑتے تھے کمربند کے لئے کہلوا دیا تھا۔ حکم تھا کہ: ’’اپنی جگہ تیار رہو اور جب ہم تمہاری بستی سے آگے چلیں تو ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔‘‘

تعمیل حکم میں بنی سلیم کے سات سو آدمی اپنی بستی سے باہر کھڑے تھے۔ یہی حال مزینہ کا تھا۔ ان کے ایک ہزار بہادر بھی ہتھیار سجائے کھڑے تھے۔ اس موقع پر کچھ بت پرست بھی ساتھ ہو گئے۔ عرج کے مقام پر عیینہ بن حصن فزاری خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر شریک سفر ہو گیا۔ سقیا نامی جگہ اقرع بن حابس حاضر ہوا اور مجاہدوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا لشکر سقیاء سے مرالظہر ان کی طرف بڑھنے والا تھا کہ ذی الحلیفہ سے قریب کوئی تیزی سے اپنی اونٹنی پر سوار آتا دکھائی دیا۔ یہ آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بن المطلب اور ان کے افراد خاندان تھے۔ یہ لوگ ایک عرصہ قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مکہ میں مقیم تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عباسؓ کو دیکھا تو کمال مسرت سے ارشاد فرمایا: ’’میں آخرالانبیاء ہوں اور آپؓ آخرالمہاجرین ہیں۔‘‘

حضرت عباسؓ وہیں سے لشکر اسلام کے ساتھ ہوگئے۔ اسباب اور اہل وعیال کو انہوں نے مدینۃ النبی ﷺ بھیج دیا۔ اسی دوران ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے کچھ لوگوں کو شرف ملاقات بخشنے کی سفارش کی۔ اس وقت آپ ﷺ کے تایازاد بھائی ابوسفیان بن حارث ان کا نوعمر لڑکا اور عبداللہ بن امیہ رسالت پناہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی باریابی کے لئے آئے تھے۔ یہ وہ ظالم تھے جنہوں نے اپنے برگزیدہ بھائی پر ہر ممکن ظلم توڑا تھا۔ جی نہ چاہتا تھا لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے انہیں معاف فرمایا۔ یہ ایسا رحمت وشفقت کا سلوک تھا کہ یہ سب ایمان لے آئے۔

مکے سے ایک منزل کے فاصلے پر اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا۔ یہ جگہ نیق العقاب کہلاتی تھی۔ مسلمان جب یہاں پہنچے تو غالباً شام ہونے کو آئی تھی۔ مسلمان خیمہ زن ہوگئے اور رات ہی رات ویرانے میں ایک شہر بس گیا تو دنیا کے بے مثال جرنیل کی طرف سے حکم آیا کہ:

’’خوب الاؤ روشن کرو۔‘‘

منشائے مبارک یہ تھا کہ ہر شخص اپنا علیحدہ چولہا جلائے۔ رمضان کی اکیسویں رات تھی۔ اندھیرے میں کوئی بارہ ہزار چولہے روشن ہوئے تو جنگل میں منگل کا سماں معلوم ہونے لگا۔ اہل مکہ نے دیکھا پہاڑوں کے پیچھے اس قدر زبردست چراغاں ہورہا ہے تو اب انہیں فکر ہوئی کہ معلوم کیا جائے یہ کیا معاملہ ہے؟ ابوسفیان رئیس اعظم اور سردار قوم تھے۔ خوب غور سے اس روشنی کو دیکھتے رہے۔ اپنے ساتھیوں سے بولے یہ تو عرفہ کی شان معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ زیارت کعبہ کا موقعہ نہیں۔ بدیل بن ورقہ بھی ساتھ تھا کہنے لگا۔ کہیں یہ بنی عمرو کا پڑاؤ تو نہیں۔ مطلب تھا بنی خزاعہ لڑنے کے لئے نکل آئے ہیں۔ ہوشیار ہوجاؤ۔ تم نے خانہ کعبہ میں بھی ان کا خون بہایا تھا۔

ابوسفیان نے بدیل کا مطلب سمجھ لیا۔ بولا نہیں یہ بنی خزاعہ نہیں ہوسکتے۔ کہاں یہ لاؤ لشکر اور کہاں بنی خزاعہ۔ یہ تو برسات کے جگنوؤں کی طرح ہیں۔ ابوسفیان سمجھ گیا کہ یہ مسلمان ہیں وہ اس وقت سخت پریشان تھے اور معلوم کرنا چاہتے تھے کہ مسلمان کس طرف جائیں گے۔ ہوازن اور ثقیف لڑائی کی تیاریاں کئے بیٹھے تھے۔ کیا مسلمان یہاں سے ان کی طرف بڑھ جائیں گے؟ یہ سوال تھا جو رہ رہ کر اس کے ذہن میں اٹھ رہا تھا۔ آخر وہ حقیقت معلوم کرنے لگا اور پھر کچھ دیر بعد تین آدمی روشنی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ قریش سخت خطرے میں گھر گئے تھے اور قوم کا سردار چاہتا تھا کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ اس کی عزت بنی رہے۔ اس موقعہ پر بدیل کے علاوہ حکیم بن حزام بھی ابوسفیان کے ساتھ ہوگئے۔ اسلامی لشکر کے حفاظتی انتظامات مکمل تھے۔ جاگنے والے پہرہ دینے والے اپنی اپنی جگہ چوکس تھے۔ یہ تینوں ٹوہ لینے آگے بڑھے تو ایک جگہ اچانک حضرت عباسؓ سے آمنا سامنا ہوگیا اور وہی ان تینوں کے لئے سلامتی کے پیامبر بن گئے۔

رات بھیگ رہی تھی۔ الاؤ دمک رہے تھے۔ خیمے ہر طرف کھڑے تھے۔ اہل ایمان حکم نبوی ﷺ کے انتظار میں رات آنکھوں میں کاٹ رہے تھے کہ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا: ’’دیکھتے ہو گیا رنگ ہے۔‘‘

ابوسفیان نے جواب دیا:

’’میرے ماں باپ تم پر نثار ہوں کوئی مشورہ دو۔‘‘

حضرت عباسؓ نے کہا:

’’اس خچر پر میرے پیچھے بیٹھ جاؤ میں تمہارے لئے حضور اکرم ﷺ سے امان لے لوں ورنہ مجھے ڈر ہے کہ فتح مکہ کے بعد سب سے پہلے تمہاری گردن اڑادی جائے گی۔‘‘

ابوسفیان نے چپکے سے ان کے کہے کی تعمیل کی۔ جس خیمے، جس الاؤ کے سامنے سے ہوکر یہ دونوں سوار گذرتے لوگ انہیں آگے جانے کا موقع دے دیتے۔ سب دیکھ رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کا خچر ہے اور حضرت عباسؓ اس پر سوار ہیں۔ابوسفیان کو کسی نے پہچانا کسی نے نہ پہچانا۔ جب خچر حضرت عمرؓ کے الاؤ کے سامنے سے گزرا تو انہوں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی سواری کا خچر بیضاء آرہا ہے۔لیکن اس پر سوار کوئی اور ہے۔ ذرا قریب آنے پر معلوم ہوا کہ ابوالفضل سوار ہیں تو ان کا تجسس بڑھا۔ اس لئے کہ اس رات پہرہ چوکی کے انتظامات انہی کے سپرد تھے۔ ابوالفضل اس وقت تنہا نہیں تھے بلکہ پیچھے کوئی اور بھی بیٹھا تھا۔ جب اس شخص پر نظر پڑی تو کسی کے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ حضرت عمرؓ نے سمجھ لیا کہ حضرت عباسؓ ابوسفیان کو امان دلانا چاہتے ہیں۔ دنیا جانتی تھی کہ ابوسفیان ان دشمنان خدا میں تھا جو ابوجہل اور ابولہب کی طرح ہمیشہ اسلام کی تباہی کے درپے رہے۔ اس نے اپنی قوت بازو سے، روپے پیسے سے، اثر ورسوخ سے ہر طرح اہل ایمان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ مسلسل اور پیہم کوشش! حضرت عمرؓ خاموشی سے ان کے پیچھے چل پڑے اور بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچے۔

اس خطرناک مجرم کے بارے میں جس کے ہاتھ مسلمان کے خون سے رنگے ہوئے تھے حضرت عباسؓ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

’’جایئے انہیں امان ہے۔ صبح پھر انہیں لے کر میرے پاس آیئے۔‘‘

بات کچھ کھل کر سامنے نہ آئی۔ صبح تک امان تھی یا زندگی کی امان؟ صبح ہونے کو آئی تو لشکر اسلام میں ہلچل پیدا ہوئی۔ نیند کے مارے جاگ اٹھے۔ مسلمان اٹھے وضو کر کے ایک مرکز پر جمع ہوگئے۔ ابوسفیان نے پہلی بار یہ شاندار نظارہ دیکھا تھا۔ اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ چہل پہل کیوں ہے؟ اس کا ذہن تو کسی اور ہی طرح کام کر رہا تھا۔ سمجھا امان کی رات گزری، موت کا پیام آنے کو ہے۔

نماز فجر سے پہلے حضرت عباسؓ اسے اپنے ساتھ لے کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ سوال ہوا، ابوسفیان! کیا اب بھی تمہیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ابوسفیان نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ آپ کتنے رحم دل ہیں۔ کیسے ٹھنڈے مزاج کے اور کیسے اقرباء نواز ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو اب تک میرا کچھ اور حشر ہوگیا ہوتا۔ اسی طرح کچھ اور باتیں ہوئیں اور پھر ابوسفیان مسلمان ہوگئے۔

رمضان کی بیسویں تاریخ کو وہ دن تھا کہ بطحٰی کی وادی سے کفر کی بدلیاں چھٹنے والی تھیں۔ دنیا کے بت کدوں میں خدا کا پہلا گھر جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا فرزند ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں پر ایک بار نور ایمان سے روشن جبینوں سے بسایا جانے والا تھا۔

ارشاد نبوی ﷺ تھا: ’’آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی کو مکے پر حملہ کرنے سے روک لیا تھا۔ مگر اپنے پیغمبر اور مسلمانوں کو اس نے اہل مکہ پر مسلط کر دیا۔ جان لو کہ مکہ مجھ سے پیشتر کسی پر حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی پر حلال ہوگا۔‘‘

مکہ ایک منزل پر تھا کوچ کا وقت آیا تو حضرت عباسؓ کو حکم ہوا۔ ’’ذرا ابوسفیان کو کسی اونچی جگہ کھڑا کر دو تا کہ وہ اللہ کے سپاہیوں کی سج دھج کا نظارہ کر سکے۔‘‘ ابوسفیان اسلام لاچکا تھا۔ لیکن اب بھی لرزہ براندام تھا۔ نہ جانے قریش کا کیا ہوگا؟ یہ عظیم الشان لشکر مکے میں داخل ہوگا تو مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجادے گا۔ معلوم نہیں آج کیا کچھ ہو جائے۔ یہ لشکر جرار وہیں چلا ہے جہاں ہم نے خدا کا نام لینے والوں کو حرم کعبہ میں خون میں نہلا دیا تھا۔

ابوسفیان اپنی فکر میں گم سم تھا کہ حضرت عباسؓ نے اسے ساتھ لیا اور حکم نبوی ﷺ کی تعمیل میں ایک چٹان پر اپنے ساتھ لے کر کھڑے ہو گئے۔ یہی وہ راستہ تھا جہاں سے ہو کر اللہ کے سرفروش گزرنے والے تھے۔ ابوسفیان یہاں آکر کھڑا ہوا تو دیکھا وادی کا سارا حصہ مسلمانوں سے بھرا پڑا ہے۔ حد نظر تک یہی ایمان افروز نظارہ تھا۔ ابوسفیان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ملت کے سپاہی عزم وہمت کے دھنی آگے بڑھنے لگے۔ تلواریں میانوں میں مچھلی کی طرح تڑپی جاتی تھی۔ کمانیں کندھوں پر تھرک رہی تھیں۔ ترکش کرنوں کے ساتھ ڈول رہے تھے۔ ڈھالیں پیٹھ پر جمی تھیں۔ پرچم اٹھائے نیزے تانے، قدم ملائے صف بہ صف چلے جارہے تھے۔ نعرہ تکبیر کی ہیبت سے پہاڑوں کا دل دہلنے لگا تو ابوسفیان کے لب پر بھی بے ساختہ خدا کا نام آیا کہ بے شک اللہ بڑا ہے اور لات وعزیٰ کا پجاری خدا کی عظمت وجلال کے آگے سرنگوں ہو گیا۔

ایک ایک قبیلہ اپنا اپنا جھنڈا لئے دراتا نکلا۔ منچلے بہادر گھوڑے چمکاتے آئے صاف معلوم ہوتا تھا کہ حکم کی دیر ہے۔ براق کی طرح اڑ جائیں گے۔ ابوسفیان سوچتا رہا: ’’آج اللہ کے سپاہیوں کی کیا سج دھج ہے۔ کیسی آن بان ہے۔ بے شک عزت واقتدار سے سرفراز کرنے والی وہی ایک خدا کی ذات ہے۔ جس کے یہ کلمہ گو ہیں۔ وہ جو لم یزل ہے لایزال ہے۔‘‘

ابوسفیان سہما سہما حضرت عباسؓ سے پوچھتا: ’’ابوالفضل! بھلا بتانا یہ کون ہیں؟ بڑے شان سے نکلے ہیں۔‘‘ حضرت عباسؓ بتاتے: ’’یہ غفاری ہیں، یہ جہینہ ہیں، یہ ہذیم ہیں، یہ سلیم، یہ فرازی، یہ غطفانی۔‘‘ اور پھر جب مہاجرین وانصار کے سامنے آئے تو ان کا سروسامان دیکھ کر ابوسفیان دنگ رہ گیا۔

’’ارے یہ وہی لوگ ہیں جن کے پاس بدر میں دو سے تین گھوڑے تک نہ تھے۔ جن کے پاس زرہیں تھیں نہ خود۔ جن کے ہاتھوں میں کام کا ہتھیار تک نہ تھا اور اپنی تعداد کو تین سو سے کچھ ذرا بڑھانے کے لئے یہ کم سن بچوں تک کو میدان جنگ میں لے آئے تھے اور ہاں یہی تو تھے جن کی بے سروسامانی کا احد میں یہ حال تھا کہ حمزہؓ کی لاش ڈھانکنے تک کو ان کے پاس کپڑا نہ تھا۔ مصعب کی لاش پر انہوں نے گھاس ڈال کر پیر چھپائے تھے۔ خندق میں یہی لوگ پیٹ پر پتھر باندھ کر پھر رہے تھے اور آج ان کا یہ حال ہے کہ ان کے ہتھیاروں کی چمک دمک، ان کی زرہوں کی جگمگاہٹ نظروں کو اچک لیتی ہے۔ اتنا اسلحہ جنگ ان کے پاس ہے کہ ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ ان کے بکتر بند

دلاوروں کو تو دیکھنا کیا شان ہے کہ سر سے پیر تک یہ لوہے اور فولاد میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ صرف آنکھیں کھلی ہیں۔ یہ آہن پیکر فولاد شکن آج پہاڑوں کے دل چیر کر رکھ سکتے ہیں۔‘‘

آخر تاجدار مدینہ کی سواری آئی۔ ابوسفیان کی نگاہیں آپ ہی آپ قدم بوس ہوگئیں۔ حضرت زبیر بن عوامؓ آپ ﷺ کا خاص جھنڈا ہاتھ میں لئے آگے آگے تھے۔ اونچا پورا قد مضبوط ہاتھ پاؤں، چار آئینہ سجے، سر پر فولادی خود پاؤں میں چرمی موزے، کمر میں تلوار، کندھے پر ایک طرف ترکش، ایک طرف کمان، پیٹھ پر سپر، بغل میں نیزہ، تازی گھوڑا تھا کہ رانوں سے نکلا جاتا تھا۔ یہ حواری حضور اکرم ﷺ تھے۔ آہن پوش دستے کے سالار۔

سواری نبوی ﷺ کی خاص اونٹنی قصوی پر کجاوہ رکھا تھا اور اس میں پیوند زدہ کملی کا اوڑھنے والا گلیم پوش تخت نوز جلوہ افروز تھا۔ کالا عمامہ سر پر تھا اور ایک چادر کاندھوں پر سرخ یمانی چادر کی ایک دھجی عمامے سے بندھی ہوئی تھی۔ سر نیاز اپنے خدا کے حضور خم تھا۔ عجز و فتادگی بندگی و انکسار سے کجاوے کی پٹے ہی پر آپ ﷺ سجدہ ریز تھے۔

مسلمانوں کا لشکر دیکھ کر ابوسفیان سہم گئے اور فوراً مکہ کی جانب دوڑے تاکہ اہل مکہ کو بربادی و ہلاکت سے ڈرا کر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آنے کی ترغیب دیں۔ اب ابوسفیان کا دل مطمئن تھا۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ نے اعلان فرمادیا تھا کہ اہل مکہ میں سے جو حرم میں داخل ہو جائے یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے یا اپنے گھر کے دروازے بند کر لے اسے امن ہے۔ واقدی کی روایت ہے۔ ابوسفیان مکے کی طرف چلا تو تنہا نہ تھا۔ حضرت عباسؓ اس کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی سواری کا سفید خچر بیضاء ان کی سواری میں تھا۔ ابوسفیان پیچھے بیٹھا تھا۔ دونوں آگے بڑھے تو تیزی سے مکے کی طرف کوئی آٹھ نو میل کا راستہ طے کرتا تھا۔ اسلامی لشکر آہستہ آہستہ پیچھے آرہا تھا۔

مکہ پہنچ کر ابوسفیان نے سب کو جمع کیا۔ سارا حال سنایا۔ مکے کے جنوبی حصہ کے رہنے والے شرپسند تھے۔ اب بھی جھگڑے کی طرف مائل ہوگئے۔ ابوسفیان نے نیک و بد سمجھانے کی کوشش کی اور تو سب سمجھ گئے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

ہند، ابوسفیان کی بیوی تفصیلات سن کر سخت ناخوش ہوئی۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنے شوہر کی داڑھی نوچ لی۔ بڑے سخت اور نا ملائم الفاظ اس کے بارے میں استعمال کئے۔ لوگوں سے بولی کہ: ’’اے آل غالب! اس احمق بڈھے کو قتل کر ڈالو۔ یہ ہمیں اپنے دین سے چھڑانا چاہتا ہے۔‘‘

ابوسفیان سخت برہم ہوگئے اور اسے ڈانٹ کر گھر بھیج دیا۔ ادھر عکرمہ، مقیس، جماش بن قیس اور سہیل بن عمرو نے اپنی الگ جماعت بنائی۔ یہ لوگ مکے کے مشرقی حصے میں بوقبیس اور خندمہ نامی پہاڑی سلسلوں کے درمیان اپنے ساتھی سرپھروں کی تنظیم کرنے لگے۔ مکے کا نشیبی حصہ ہمیشہ سے حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں کا گڑھ تھا۔ یہیں مسلمانوں سے دو دو ہاتھ کر لینے کے منصوبے کو ہوا دی جانے لگی۔ لیکن مکے کی آبادی کی بڑی کثرت ان سرپھروں کے موافق نہ تھی۔

دوسری طرف لشکر اسلام اب مکہ میں داخلہ کے لئے بالکل تیار تھا۔ شہر مکہ میں داخل ہونے سے تھوڑی دیر پیشتر منادی نے آواز لگائی کہ مسلمان رک جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نئے سرے سے فوج کو ترتیب دینا چاہتے ہیں اور

پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ جن میں سے ایک کی قیادت ابوعبیدہ بن جراحؓ، دوسرے کی قیادت قیس بن سعدؓ کر رہے تھے اور پھر دونوں کی مشترکہ کمان حضرت زبیر بن عوامؓ کے سپرد تھی۔ ان دونوں حصوں میں کدا کے راستہ سے مکہ میں داخل ہونا تھا۔ مسلمانوں کے تیسرے حصے کی کمان خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھی۔ انہوں نے ''لیط'' کے راستہ سے مکہ میں داخل ہونا تھا اور چوتھے حصے کی قیادت خود سالار اعظم ﷺ فرمارہے تھے۔ اس مبارک لشکر نے اذاخر کے مقام سے مکہ میں داخل ہونا تھا۔ ذی طویٰ کے مقام پر اسلام لشکر بٹ کر چلا تو حضور اکرم ﷺ کی یہ مصلحت تھی کہ شرپسندوں میں سے کوئی بچ کر شہر کے باہر نہ نکل سکے ورنہ ممکن تھا کہ عرب کے جنوبی حصہ میں کوئی گڑبڑ پیدا ہو جاتی۔ یہ بڑا مدبرانہ فیصلہ تھا۔

اسلامی لشکر کے چاروں حصوں کو سختی سے حکم دے دیا گیا تھا کہ: ''کوئی بھی تلوار میان سے باہر نہ نکالے۔ مسلمان اس وقت تک لڑائی نہ کریں جب تک کافروں کی طرف سے حملے کی ابتداء نہ ہو۔ بتادیا گیا تھا کہ لڑائی کی صورت میں مکے کے بالائی حصے میں ابوسفیان کا مکان پناہ گاہ ہے جو اس میں چلا جائے گا مسلمان اس کا پیچھا نہ کریں گے۔ اسی طرح مکے کے نشیبی حصے میں حکیم بن حزامؓ کا گھر پناہ گاہ قرار دیا گیا۔ یہ مکان شاید ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا آبائی مکان تھا۔''

لشکر کے اگلے حصہ پر ابوعبیدہؓ کو سالار بنا کر، حضرت زبیر بن عوامؓ سب سے پہلے نکلے۔ انہیں حکم تھا کہ مکے کی مغربی سمت سے شہر میں داخل ہوں۔ انہیں یہ بھی حکم تھا کہ کدا کی طرف سے ہو کر حجون پہنچیں اور یہاں حضور اکرم ﷺ کا خاص جھنڈا نصب کر دیں۔ پھر اس وقت تک انتظار کرتے رہیں جب تک ختمی مرتبت ﷺ خود بہ نفس نفیس وہاں نہ پہنچ جائیں۔

مکے کی بستی سڑک ایک ہی تھی جو شمال سے جنوب کی طرف آتی تھی۔ اس پر کدا اور حجون کے راستے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے ایک راستے سے انصار کو اور دوسرے راستے سے مہاجرین کو داخل کیا۔ اس طرح ایک تو وادی فاطمہ کی طرف بھاگ کر ساحل سمندر پر پہنچنے کا راستہ کافروں پر بند ہو گیا۔ دوسری جانب یمن جانے والے راستے پر بھی مسلمانوں نے پہرہ بٹھا دیا۔ اب انصار مغربی سمت سے جبل عمر کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے اور حضرت ابوعبیدہؓ مہاجرین کے ساتھ بالائی رخ سے آئے۔ جبل ہندی کے آگے سے۔

حضرت خالدؓ کو حکم تھا کہ: ''شہر میں داخل ہو کر اپنی فوج کے ساتھ مکے کے بالائی حصے کی طرف آجائیں۔ یہیں مسلمانوں کا مرکزی اجتماع ہوگا۔''

فوجوں کی تقسیم اور ان کے راستوں کی نگرانی کے لئے حضور اکرم ﷺ نے خاص انتظامات کئے تھے۔ اس غرض کے لئے آپ ﷺ نے ایک جداگانہ افسر مقرر کیا تھا۔ جسے اصطلاح میں وارع کہتے ہیں۔ ختمی مرتبت ﷺ نے اس موقع پر ایک خاص شعار بھی مقرر کر دیا تھا تاکہ اسلامی لشکر جو مختلف حصوں میں بٹ رہا تھا اپنے اور غیر کی تمیز کر سکے۔

خندمہ ایک پہاڑی کا نام ہے جو مکہ معظمہ کے جنوب مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ اس کے آگے بوقبیس کا پہاڑ ہے۔ یہاں مقیس، صفوان بن امیہ، ابویزید (سہیل بن عمرو نے جس نے قریش کی طرف سے صلح حدیبیہ کے

معاہدے پر دستخط کئے تھے) عکرمہ بن ابو جہل وغیرہ جمع تھے اور قریش کے سرپھروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کی تنظیم کر رہے تھے۔

انہیں ابوسفیان کے فیصلے سے سخت اختلاف تھا اور یہ لوگ چاہتے تھے کہ ہر قیمت پر مسلمانوں کو مکے میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ جماش بن قیس بن خالد بھی اس گروہ کے سرغنوں میں تھا۔اس نے حضور اکرمﷺ کے مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ہتھیار جمع کرنا شروع کر دیئے تھے۔ڈھیر سارے ہتھیار دیکھ کر ایک مرتبہ اس کی بیوی نے پوچھا: ''تم اس قدر اسلحہ کیوں جمع کر رہے ہو؟''اس نے جواب دیا:''تجھے نہیں معلوم کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہم پر حملہ کرنے والے ہیں۔''بیوی نے کہا:''ان کا حملہ ہوگا تو پھر یہ تمہارے ہتھیار تو کوئی کام نہ آئیں گے۔''جماش نے سمجھ لیا کہ بیوی کیا طنز کرتی ہے۔ بولا:''نیک بخت ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے لئے بہت سے غلام پکڑ لائیں گے۔''

شرپسندوں کی اس جماعت میں حبشی نامی پہاڑی کے دامن میں رہنے والے تیراندازوں کے علاوہ بنی بکر اور قبیلہ حارث کے لوگ بھی شریک تھے۔ یہ لوگ اپنی تیاریوں میں مصروف تھے کہ مسلمانوں میں سے دو آدمی ان کے قریب سے گذرے۔ بخاری میں ہے کہ یہ دو آدمی کرز بن جابر الفہری اور جیش بن اشعر تھے۔کرز اور جیش اپنی جمعیت سے آگے آگے آرہے تھے۔ بلکہ اس حد تک آگے تھے کہ ان سے بچھڑ گئے تھے۔ جب یہ لوگ عکرمہ اور اس کی جماعت سے قریب ہوئے تو ان لوگوں نے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا۔جیشؓ ان کی زد میں تھے مارے گئے۔لیکن کرزؓ سینہ تان کر ڈٹ گئے۔ یہ بھی نہ سوچا کہ کیا ہوگا۔سوال ذات کا نہیں سوال حق و باطل کا تھا۔جیشؓ کی لاش کو گھسیٹ کر انہوں نے چشم زدن میں اپنے پیروں میں کر لیا تاکہ دشمن اس پر قبضہ نہ کرلیں۔کرزؓ کو شاید یہ خیال ہوا کہ جیشؓ کی لاش دشمن کے ہاتھ لگ گئی تو وہ لاش کی بے حرمتی کریں گے۔اتنی دیر میں حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے دستے کے ساتھ وہاں پہنچے۔ کرز بھی مردانہ وار مقابلہ کر کے اللہ کو پیارے ہوئے۔حضرت خالد بن ولیدؓ وہاں پہنچے تو دشمنوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔حضور اکرمﷺ کا حکم تھا کہ دشمن کی طرف سے لڑائی میں پہل ہو تو ضرور مقابلہ کیا جائے۔حضرت خالدؓ نے انہیں تلواروں کی نوک پر دھر لیا۔خالدؓ ایک مشہور سپہ سالار۔ یہ اٹھائی گیرے، مقابلہ کیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بدبخت پٹ کر بھاگے ایسے کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ بھاگنے والوں میں آگے آگے وہی تھے جو لڑنے میں بھی پیش پیش تھے۔ان میں سہیل بن عمرو، عکرمہ، صفوان بھاگے تو ایسے بھاگے کہ مکہ چھوڑ کر چلے گئے اور ساحل سمندر پر جدہ پہنچ کر فرار ہونے کی فکر میں لگ گئے۔

جماش پر نہ جانے کیا بیتی منہ کی کھا کر گھر لوٹا۔ بیوی نے دیکھا منہ لٹکائے ہوئے آرہا ہے تو پوچھا:''سرتاج وہ میرے غلام کہاں ہیں؟ سنتی ہوں کہ مسلمان یہاں بھی آگئے اور مکے میں داخل بھی ہوگئے۔''جماش بولا:''اگر تو خندمہ کی لڑائی میں ہوتی تو دیکھتی کہ صفوان بھاگا تو عکرمہ بھی بھاگا۔ابو یزید (سہیل بن عمرو) ایسے کھڑا تھا جیسے کوئی بیوہ ہو۔ مسلمان تلواریں لئے آرہے تھے اور کھوپڑیاں کاٹتے جارہے تھے۔ اگر تو وہاں ہوتی تو تجھے اس وقت سوائے ان کی گرج کے کچھ سنائی نہ دیتا۔ان کے دھاڑنے اور للکارنے کی وہ آوازیں تو سنتی تو اس وقت مجھ پر یہ طنز نہ کرتی۔''

یہی تاریخ اسلام میں مشرکین مکہ سے آخری جھڑپ تھی۔ خالدؓ کے غالب آ جانے کے بعد اگر مسلمان چاہتے تو مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار سکتے تھے۔ چن چن کر اپنے ایک ایک دشمن کو ختم کر دیتے۔ لیکن رحمت عالم ﷺ نے اپنے دشمنوں کی اس شرانگیز کوشش کو بھی معاف فرمادیا۔

اس موقع پر مشرکین کے تیرہ آدمی مارے گئے۔ بعض اٹھائیں کہتے ہیں۔ باقی لوگ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے یا بستی میں لوٹ کر چھپ گئے۔

مہاجرین کے ساتھ جب سید الکونین خیر البشر ﷺ اذاخر کی وادی میں مکے کے بالائی حصہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ ﷺ نے بلندی سے نشیبی حصے کی طرف دیکھا۔ ادھر کچھ تلواروں کی چمک دکھائی دی تو آپ کو بڑا افسوس ہوا۔ منشائے نبوی ﷺ یہ تھا کہ آج ایک قطرہ خون بھی نہ بہنے پائے۔ فوری تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا۔ ابتداء مشرکین مکہ کی طرف سے ہوئی ہے۔ مسلمانوں نے صرف مدافعت کی۔ اس پر ارشاد ہوا: ”جو کچھ خدا کو منظور ہے اسی میں بہتری ہے۔ اسی میں مصلحت ہے۔“

دربار نبوت ﷺ کا محکمہ اطلاعات پوری طرح مستعد تھا۔ فوراً ہر طرف کی خبریں آ گئیں۔ معلوم ہوا کہ ہر طرف امن ہے۔ مکے کے جنوبی حصے میں بھی امن ہو گیا اور حضرت خالدؓ کمال ہوشیار سے معاملہ نبٹا کر لیط کی طرف سے مصفلح میں داخل ہو رہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر خیف ہی کے مقام پر آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ یہی جگہ شعب ابی طالب کہلاتی تھی جہاں ہجرت سے پہلے مکے والوں نے آپ ﷺ کو نظر بند کر دیا تھا اور خاندان بنو ہاشم کی سخت ناکہ بندی کی گئی تھی۔ آج اس جگہ سے اسلامی فتح کا پرچم بلند ہوا۔ آپ ﷺ نے اس خیمے میں جو آپ ﷺ کے لئے نصب کیا گیا تھا تھوڑی دیر ستانے کے بعد اپنی اونٹنی قصویٰ کو طلب کیا اور ظہر کا وقت تھا کہ طواف بیت اللہ کے لئے کوچ فرمایا۔ جواب روئے زمین کا سب سے بڑا بت خانہ بن گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے مطابق تین سو ساٹھ بت یہاں پوجا کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ لیکن خدا کے حکم سے آج احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد نے تاریخ کعبہ کا ایک نیا ورق الٹا۔

از جمال تو کعبہ شد قبلہ
قبل ازیں ورنہ بود بت خانہ

ضروری اعلان!

خریداران ماہنامہ لولاک کی خدمت میں گزارش ہے کہ خط وکتابت اور منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا خریداری نمبر......اور ایڈریس......صحیح......صاف......اور مکمل......تحریر کیا کریں۔ شکریہ!

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی نظر انتخاب!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے فرزند ارجمند ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے سابق ایڈیٹر مولانا ازھر شاہ قیصر لکھتے ہیں۔ ابا جی حضرت شاہ جیؒ (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) کے سوجان سے دیوانے تھے۔ ہر وقت انہی کا حال پوچھتے تھے۔ کتاب سے فراغت ہوتی، چارپائی پر سنبھل کر بیٹھ گئے۔ سادہ چائے آئی۔ اس کا دور چلا۔ سامنے میرے ماموں حکیم جی محفوظ علی، مولانا حفظ الرحمان، مولانا محمد ادریس، مولانا عتیق الرحمان عثمانی ہوئے اور ابا جی نے سلسلہ کلام شروع کر دیا۔

کیوں مولوی صاحب ہم عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو سب کاموں سے ہٹا کر صرف تردید قادیانیت پر لگا دیں تو کیسا رہے گا۔ مولوی صاحب یہ صاحب واقعی مخلص ہیں۔ بہت محنتی اور بہت زیادہ بہادر۔ انہوں نے پنجاب میں چند تقریریں کر کے قادیانیت کے خلاف ایک عام جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں انہوں نے اسی طرح محنت سے کام کیا تو قادیانیت انشاء اللہ ختم ہو جائے گی۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک کشمیر سے لے کر راس کماری تک ہر صوبہ، ہر شہر اور ہر بستی میں حتیٰ کہ برصغیر کا شاید ہی کوئی شہر ہو جس کی فضاؤں میں بخاریؒ کی تقریروں کی روانی ایک پوشیدہ قوت بن کر جاگزین نہ ہو۔ گجرات، ملتان، دہلی، علی پور (بنگال) لاہور، امرتسر، راولپنڈی اور میانوالی کی جیلیں ان کی یادگار ہیں۔ ایک وقت ضرور آئے گا جب آنے والی نسلیں ان جیلوں کو بخاریؒ کی قیام گاہ کی حیثیت سے آثار قدیمہ میں شامل کر دیں گی۔ (تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ ص ۳۰۲)

سینکڑوں عورتوں نے شیر خوار بچے شاہ جیؒ کی طرف پھینک دیئے

علامہ ازھر شاہ قیصر ابن امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں۔ لاہور کے ایک جلسہ میں پیغمبر برحق ﷺ کی توہین کرنے والے ایک مصنف (راجپال) کے خلاف احتجاج کیا جا رہا تھا۔ لاکھوں کے مجمع میں بخاریؒ نے کہا وہ سامنے دیکھو خدیجۃ الکبریٰؓ کھڑی شکایت کر رہی ہیں کہ میرے شوہر نامدار کی توہین کی گئی ہے اور لاکھوں مسلمانوں میں سے ایک بھی نہ بولا۔ لو وہ سنو فاطمۃ الزہراؓ فرماتی ہیں کہ میرے باوا جان کی بے عزتی کی گئی ہے اور ان کی امت نے کچھ نہ کیا۔

تو لاکھوں کے اس مجمع کی چیخیں نکل گئیں اور سینکڑوں مسلمان عورتوں نے اپنے شیر خوار بچوں کو شاہ جیؒ کے سامنے پھینک دیا کہ ہم اپنے جگر گوشوں کو ناموس رسالت پر قربان کرتے ہیں۔ کوئی اور بھی ایسا جادو بیان خطیب ہو تو مجھے بتاؤ۔ (تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ ص ۳۰۳)

امام العصرؒ کی شاہ جیؒ کے ہاتھ پر بیعت

مولانا ازھر قیصر فرماتے ہیں۔ جن دنوں انجمن خدام الدین (لاہور) کے جلسہ میں ابا جی نے شاہ جیؒ کے

ہاتھ پر بیعت کی ان دنوں شاید روزنامہ انقلاب لاہور میں نظم چھپی تھی۔ جسے اس زمانہ کے مشہور اخبار ’’سیاست‘‘ نے مزے لے لے کر چھاپا تھا۔ اس کے دو شعر یہ ہیں۔

کی ہے ایک شاگرد نے استاذ کی بیعت قبول
بڑھ گیا مہر سے کس درجہ رتبہ ماہ کا
انقلاب آسمان دیکھ کہ ایک ادنیٰ مرید
پیر انور شاہ جیسا ہے عطاء اللہ کا

بادی النظر میں یہ بات واقعی حیرت انگیز تھی کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شاہ جیؒ کی بیعت کریں۔ مگر یہاں ’’میاں عاشق و معشوق رمزیست‘‘ کا معاملہ تھا۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں چلا کہ مرید (انور شاہؒ) مرشد (شاہ جیؒ) میں کیا جوہر دیکھے اور کیوں اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ شاہ جیؒ کا نام آیا اور ابا جی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کسی نے شاہ جیؒ کی تعریف کی تو خوش ہوگئے۔ کسی نے شاہ جیؒ کو برا کہا تو بگڑ گئے۔

ابا جی کو اخبار پڑھنے کی عادت نہ تھی۔ مگر صرف شاہ جیؒ کی خبریں معلوم کرنے کے لئے اخبار پڑھنے والوں سے جب خیال آجاتا تو پوچھتے کہ بھائی شاہ جیؒ کی خبر ہے؟ کہیں تقریر کی یا نہیں کی؟ کہاں ہیں، ادھر دیوبند کی طرف تو آنے کی خبر نہیں۔ (تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ ص۳۰۳)

مولانا حافظ نواب الدین شکوہی مرزا کے مقابلہ میں

مولانا نواب الدین شکوہیؒ معروف نعت گو شاعر حافظ مظہر الدین کے والد محترم تھے۔ رام داس ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ مرزا قادیانی کے تعاقب کے شوق میں قادیان سے تھوڑے فاصلہ پر شکوہ میں ڈیرے ڈال لئے۔ جو بٹالہ سے قادیان جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے دسیوں مناظرے کئے۔ چنانچہ حافظ مظہر الدین لکھتے ہیں۔

جب مرزا قادیانی ایک مقدمہ میں ماخوذ ہوکر کچہری میں آیا تو والد صاحب بھاگم بھاگ کچہری پہنچ گئے اور مرزا کے گرد لوگوں کا حلقہ توڑ کر اس کا بازو پکڑ کر اسے شدید جھٹکا دے کر کہا کہ: ’’مردود! اگر نبوت جاری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں کسی کو نبی بنا کر بھیجتا تو بتا کہ مجھ جیسے وجیہہ انسان کو بھیجتا یا تجھ جیسے بجو کو‘‘ حاضرین کھکھلا کر ہنس پڑے اور مرزے پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔

حافظ مظہر الدین لکھتے ہیں کہ میری عمر بہت چھوٹی تھی کہ ہماری ایک رشتہ دار خاتون کا نکاح ایک مرزائی سے ہوگیا تو مولانا شکوہی نے کہا کہ مسلمان کا مرزائی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ لیکن میرے ماموں محمد ابراہیم تحصیل دار تھے جو مشہور ناول نگار نسیم حجازی کے والد محترم تھے۔ اگرچہ مرزا قادیانی کے بہت خلاف تھے اور مرزائیت کے رد میں بالعموم یہ دلیل دیا کرتے تھے کہ میں نے اور مرزا قادیانی نے پٹوار کا امتحان دیا۔ وہ فیل ہوگیا اور میں پاس ہوگیا۔ جو شخص پٹواری نہ بن سکے وہ خدا کا رسول کیسے بن سکتا ہے۔ ماموں تحصیل دار کی منشا یہ تھی کہ ہمارے خاندان کی لڑکی عدالت میں نہ جائے۔ چنانچہ والد صاحب نے یہ کہہ کر لڑکی سے نکاح کرلیا کہ عدالت کا معاملہ میں خود نمٹ لوں گا۔

مرزائیوں کو جب اس نکاح کی اطلاع ملی تو انہوں نے گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سات سال تک چلتا رہا۔ بلکہ مولانا کے حق میں فیصلہ ہوا۔

کیس کے دوران جب مرزا بشیرالدین عدالت میں پیش ہوا تو مولانا شکوہیؒ نے فرمایا کہ برخوردار تیرے باپ کو حیض آتا تھا۔ (جسے حیض آئے وہ اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا) اس جملہ سے ظفراللہ خان سٹپٹا گیا۔ یہ تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ تھا۔ محمدی بیگم سے نکاح آسمانی کا مرزا قادیانی نے شوروغوغا کیا تو مولانا شکوہی محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' پہنچ گئے اور اپنی سحر بیانی سے پٹی کے لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرلیا اور محمدی بیگم کا خاندان مولانا کا مرید ہوگیا۔ یوں مرزا قادیانی کا نکاح آسمانی زمین پر نہ ہوسکا۔ گویا مولانا کا مرزا قادیانی پر سیاسی حملہ تھا۔

(تلخیص از ماہنامہ ضیائے حرم تحریک ختم نبوت دسمبر ۱۹۷۴ء)

آہ! عزیزی حفیظ اللہؒ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بندہ کے برادرزادہ حافظ حفیظ اللہ ۲۳ سال کی عمر میں داغ، فارقت دے گیا۔ مرحوم ہنس مکھ، صوم وصلوٰۃ کے پابند، صالح نوجوان تھے۔ ٹی۔ بی میں مبتلا ہوئے۔ تین مرتبہ ٹی۔ بی کورس مکمل کرایا لیکن مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی۔ روز بروز کمزور ہوتے چلے گئے۔ مرحوم کے بڑے بھائی حافظ عطاء اللہ عابد جو اسلام آباد کے کسی سکول میں ٹیچر ہیں نے اسلام آباد میں علاج کے لئے والدین سے اجازت مانگی تو مرحوم نے کہا کہ میں سفر کرنے کے قابل ہوں۔ آپ اجازت دے دیں۔ چنانچہ والدین نے راضی وخوشی اجازت دے دی۔ مرحوم کو مری کے ہسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ ٹیسٹ رپورٹوں سے معلوم ہوا کہ پھیپھڑے ناکارہ ہو چکے ہیں۔ ادھر لاہور سے مرحوم کے بڑے بھائی مولانا ثناءاللہ سعد حفظہ اللہ بھی اسلام آباد پہنچ گئے۔ مری ہسپتال والوں نے راولپنڈی کے جنرل ہسپتال میں منتقل کردیا۔ جنرل ہسپتال میں داخل ہوتے ہی آکسیجن لگادی گئی۔ اگر ماسک اتارا جاتا تو سانس لینے میں وقت ہوتی۔ بندہ بھی تقاضا چھٹی پر تھا۔ معلوم ہوا تو حضرت والد صاحب مدظلہ مرحوم کے والد مولانا خادم اللہ، برادرم ڈاکٹر محمد اسحاق سے مشورہ ہوا کہ انہیں راولپنڈی سے ملتان منتقل کردیا جائے تاکہ تیمارداری میں سہولت رہے۔ لیکن سانس کی دقت آڑے آ گئی۔ تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا، ہنستا مسکراتا چہرہ مرجھا گیا اور مرحوم اس دنیا سے آٹھ اور نو بجے کے درمیان راہی ملک عدم ہوئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون! جوان اولاد کا صدمہ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ لیکن مرحوم کے والدین بالخصوص والدہ محترمہ کو وہ استقامت ثابت ہوئیں۔ کوئی بین، چیخنا چلانا اور غیر شرعی حرکت نہ کی۔ میت ایمبولینس کے ذریعہ راولپنڈی سے شجاع آباد لائی گئی اور مغرب کے بعد تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ان کے والد محترم مولانا خادم اللہ نے جنازہ کی امامت کرائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اپنے رفقاء، مولانا غلام رسول، جمال عبدالناصر، عزیز الرحمٰن رحمانی، ظفر علی سمیت جنازہ میں شریک ہوئے اور مرحوم کی میت کو حبیب شہید قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

عقیدہ ختم نبوت

علم وعقل کی روشنی میں!

فریدالدین مسعود

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور محمد ﷺ خدا کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اور کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم، سنت متواترہ، اجماع امت اولین وآخرین اور قیاس، چاروں دلائل کی رو سے ایک طے شدہ امر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ رب العالمین ہیں۔ رب کے معنی یہی ہے کہ کسی چیز کو اس کے مناسب تربیت دے کر تدریجاً کمال تک پہنچانے والا۔ اسی ربوبیت کا تقاضا تھا کہ انسان کے مادی ارتقاء کو حد تکمیل تک پہنچانے کے لئے سارے مادی اسباب کا انتظام فرمایا گیا۔ پس رب العالمین کی حکمت بالغہ سے یہ کیونکر متصور ہوسکتا ہے کہ وہ انسان کی روحانیت کی تکمیل کا بندوبست اور اس کا مکمل انتظام نہ فرماتے۔

روح عالم امر کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر وتذکیر ہی سے اس کی تسکین ہوتی ہے۔ خدائے رحیم وکریم نے بے پناہ ربوبی شفقت ہی کی بناء پر مادی ارتقاء کے اسباب مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ انسان کی ابتدائے آفرینش ہی سے انسانیت وروحانیت کی تربیت وترقی کے لئے وحی اور نبوت کا سنہری سلسلہ جاری فرمایا اور بتدریج اس کو تکمیل پہنچایا۔

انسان اس انسانیت کے ارتقاء کی راہ میں بالکل اس قافلہ کے مانند ہے جو ایک متعین منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ لیکن اس منزل تک پہنچنے کے راستے سے وہ آگاہ نہیں۔ کوئی واقف راہ شفیق رہنماء اس کو راہ کی کچھ نشانیاں بتادیتا ہے اور وہ قافلہ اس کی بتائی ہوئی نشانیوں کے مطابق کچھ راستہ طے کر لیتا ہے۔ لیکن اب اس قافلہ کو پھر کسی رہنما کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ اس کی بتائی ہوئی علامات کے مطابق مزید کچھ اور فاصلہ طے کر لیتا ہے۔ اس طرح منزل کی طرف بڑھنے کی صلاحیت میں بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

بالآخر اس سے ایک ایسا شخص مل جاتا ہے جو اسے راہ سفر کا ایک مکمل نقشہ دے دیتا ہے اور قافلہ اس نقشے کے حاصل کرنے کے بعد کسی نئے رہبر کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں انسان اور معاشرہ کا ارتقاء کوئی اندھا دھند عمل میں آنے والی حرکت نہیں بلکہ یہ ایک باہدف عمل ہے اور اس کی ایک ہی راہ ہے۔ جسے صراط مستقیم کہا گیا ہے۔ اس عمل کا نقطۂ آغاز اور راہ سفر اور منزل مقصود سب متعین اور مشخص ہے۔

سنت الٰہی کے مطابق نبوت اور وحی کی یہ راہ بتدریج کمال تک پہنچی ہے۔ جیسا کہ ایک عمارت مکمل ہوتی

ہے۔عمارت کی تعمیر کا ہدف اس کے ستون اور دیواریں ہیں۔ان سے ایک مکمل مکان ہوتا ہے۔نبوت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔نبوت مصطفوی اس کی کامل صورت ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبوت کا سلسلہ ختم و مکمل ہو جانے کے بعد وہ مزید کسی اضافے کو قبول نہیں کرتا۔کیونکہ تکمیل کے بعد کوئی اضافہ کمال کے منافی ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی ایک مشہور حدیث میں اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا نبوت ایک مکان کی مانند ہے۔لیکن اس کے مکمل ہونے میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی۔میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

یہ تکمیل انسانی ارتقاء کا ایک امر فطری ہے۔ایک انعام خداوندی و موہبت الٰہی کی حیثیت سے قرآن اسی اتمام کا اعلان کرتا ہے۔’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ)‘‘

عقیدۂ ختم نبوت کا انکار دراصل انسانی اور انسانیت کی فطری تکمیل اور ایک نعمت الٰہی کی بغاوت ہے۔

دوسرے نبی کی ضرورت عقلاً کئی وجوہ سے ہوتی ہے اور ماضی کی تاریخ بھی اس پر شاہد ہے۔

۱...... کسی کی نبوت وقتی ہو۔پس وہ وقت گذر جانے پر دوسرے کسی نبی کی ضرورت ہو۔

۲...... کسی کی نبوت خاص کوئی علاقے کے لئے محدود ہو۔پس اس محدود علاقہ کے باہر کے لئے دوسرے کسی نبی کی ضرورت ہو۔

۳...... یا تو کوئی نبی اپنی حمایت تائید میں دوسرے کسی نبی کو اللہ تعالیٰ سے مانگ لے۔جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو مانگ لیا تھا۔

۴...... یا تو نبی کی تعلیمات محفوظ نہ ہو۔تحریف کا شکار ہوگئی ہو۔

۵...... یا تو دین و شریعت کی تکمیل نہ ہوئی ہو۔

ان تمام وجوہ سے اگر ہم نظر کریں تو دیکھتے ہیں کہ نیا نبی ظلی ہو یا اصلی۔اب اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔کیونکہ آپ کی نبوت کسی زمان و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔’’وما ارسلنك الا کافة للناس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لا یعلمون‘‘

ایسا ہی آپ نے اپنی تائید کے لئے کسی کو رب العزت سے طلب بھی نہیں کیا۔اس کے برخلاف قرآن کریم میں صاف اعلان ہوتا ہے۔’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین‘‘

آپ ﷺ کی تعلیمات بھی من وعن محفوظ ہے۔لفظاً بھی معنیً بھی ارشاد ہوتا ہے۔’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون‘‘ساتھ ساتھ دین محمدی ﷺ کی تکمیل و اتمام کا بھی واضح طور پر اعلان کر دیا گیا۔’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ...... الخ‘‘

ختم نبوت رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کا طرۂ امتیاز اور خاصہ لازمہ ہے اور اس صفت میں

آپ ﷺ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کو ذات وصفات میں لاشریک ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے۔ اللہ کو معبود والہٰ ماننا ہے۔ مگر الٰہ واحد اور اکیلا نہ ماننا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی رسول ﷺ کو رسول تو مانتا ہے۔ مگر آخری نبی ورسول نہیں مانتا تو یہ ماننا بھی حقیقتاً نہ ماننے کے مرادف ہے۔

شاید یہ بھی ایک حکمت ہو کہ کلمۂ شہادت میں اللہ رب العزت کی الوہیت کی توحید کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت بھی لی گئی ہے اور یہ گویا کہ اس بات کی وضاحت ہے کہ ایمان کے لئے اللہ کو ماننے میں جیسا کہ موحد ہونا ضروری ہے۔ ایسا ہی آپ ﷺ کو خاتم المرسلین والانبیاء یقین کرنے میں بھی موحد ہونا ضروری ہے۔ یہی عقیدہ اسلام کے لئے حد فاصل ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا۔

یہ عقیدہ کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ تنہا وہ عامل (FACTOR) ہے جو اسلام اور ان کے ادیان کے درمیان ایک مکمل سرحدی خط (DEMARCATEON LENEO) کھینچتا ہے جو توحید میں مسلمانوں کے ہم عقیدہ ہیں اور محمد ﷺ کی نبوت کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن وحی نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ جیسا کہ ہندوستان میں ''برہمو سماج'' یہی وہ چیز ہے جسے دیکھ کر کسی گروہ پر داخل اسلام پر خارج اسلام ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ میں تاریخ میں کسی ایسے مسلمان گروہ کا نام نہیں جانتا۔ جس نے اس خط کو پھاند جانے کی جرأت کی ہو۔

اور یہی حکمت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء کرام آپ ﷺ کی نبوت کی بشارت دیتے نظر آتے ہیں اور قیامت سے پہلے پہلے جھوٹے مدعی نبوت نے دجال اور کذاب کے فریب کو چاک کرنے کے لئے سارے انبیاء سابقین کی طرف سے اسی شہادت کو دہرانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور کذابین کا قلع قمع فرمائیں گے۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا ہوتا تو آپ ﷺ پر فریضہ عائد ہوتا کہ آنے والے نبی کی بشارت دیتے۔ جیسا کہ پہلے انبیاء آپ ﷺ کی بشارت دے کر گئے۔ حالانکہ کہیں پر ایسا کوئی لفظ آپ ﷺ سے منقول نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف تواتر کے ساتھ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی (ظلی ہو یا اصلی) نہیں آئے گا۔

ایک طریق زندگی جو انسانی فطرت کے مطابق ہو، جامع اور کلی ہو اور ہر طرح کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہو اور جو مسائل کی اچھی تشخیص کرے۔ جسے اچھی طرح منطبق کیا جا سکے۔ عمل ونفاذ کے مرحلے میں ہمیشہ رہنمائی کر سکے اور حالات کے مطابق مختلف طریقوں پر بے شمار جزئی قوانین کے لئے سرچشمہ ثابت ہو سکے۔ یہ انسانی فطرت کا ایک عام تقاضا اور انسان کی ایک بنیادی ضرورت تھی۔ دین محمدی ﷺ کی تکمیل کے ذریعہ جب یہ ضرورت پوری ہوگئی تو فطرۃً عقلاً کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ لہٰذا نبی، یا نبوت کا ادّعا فطرت اور عقل کے خلاف ہے۔

''واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین''

مظاہر علوم سہارنپور اور تحفظ ختم نبوت!

مولوی محمد عثمان

’’بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین ‘‘ تمام تعریفیں اللہ رب العلمین کے لئے جنہوں نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اس دنیا میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا سلسلہ قائم فرمایا۔ ابدالآ باد اللہ رب العزت کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر جو خاتم النبیین ہو کر تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں اور ان کی پاکیزہ آل واولاد حق کو قائم رکھنے وحفاظت کرنے والی جماعت پر اللہ نے ہمارے نبی ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر اپنے دین ونعمت کو کامل ومکمل بنایا ہے۔ اس کامل ومکمل دین کو مٹانے کے لئے دشمنان اسلام ابتداء ہی سے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور ان کی کوششیں نت نئے فتنوں کی شکل میں ظاہر ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ کریم اپنی پناہ میں رکھے اور ہمیشہ تمام فتنوں سے پوری امت کی حفاظت فرماتے رہیں۔ اسلام کی تاریخ میں یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اسلام کو جتنے فتنوں کا سامنا کرنا پڑا ان میں سب سے بڑا اور تلبیسی فتنہ گذشتہ صدی میں منکرین ختم نبوت کا فتنہ قادیانیت ہے۔ جو صیہونی سازشوں کے تحت وجود میں آیا اور اپنے تلبیسی انداز سے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کی ناپاک کوشش کی۔ لیکن اللہ کریم نے دین حق کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے ایک مبارک جماعت کے حق پر قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ جو بحمد اللہ قائم ہے اور ہر ظاہر ہونے والے فتنہ کی سرکوبی کے لئے کوشش کرتی رہتی ہے۔ اس تلبیسی فتنہ کی سرکوبی کے لئے عالم اسلام کا سرمایہ اور ہمارے اسلاف واکابر کی یادگار ادارہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور بھی اپنی ابتدائی تاریخ ہی سے کوشاں رہا ہے اور دارالافتاء سے مدلل ومبرہن فتاویٰ جاری ہوتے رہے۔ باقاعدہ منظم طریقہ سے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اکابر مدرسہ نے جدوجہد کا سلسلہ شروع فرمایا اور اس کے لئے محرم الحرام ۱۴۱۵ھ مطابق جون ۱۹۹۴ء میں مجلس شوریٰ نے یہ شعبہ قائم کیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت مظاہر علوم کی ابتدائی کارکردگی

ابتدائی چار سالوں میں اس شعبہ میں صرف مبلغین حضرات تھے جو مختلف مقامات پر جا کر وعظ وارشاد کے ذریعہ قادیانی دجل وتلبیس سے عوام کو آگاہ کرتے تھے۔ بعد ازاں محرم الحرام ۱۴۱۹ھ سے باضابطہ طور پر جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں شعبہ تعلیم وتدریب قائم ہوا۔ اب اس شعبہ کے ذریعہ مختلف مدارس عربیہ کے فارغین حضرات کو مختلف امتیازی حیثیتوں سے منتخب کر کے تحریری وتقریری طور پر جماعت قادیانی کی تردید کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے اس شعبہ کا اپنا ایک جامع دستور اور ایک سالہ نصاب ہے اور کئی ہزار کتابوں پر مشتمل اپنا ایک عظیم کتب خانہ جس کے ذریعہ ان منتخب شدہ افراد کو قادیانیت، اس کی کفریہ خدوخال اور اس کے تاریخی وسیاسی پس منظر کا پورا مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ اس دس سالہ عرصہ میں شعبہ تعلیم وتدریب سے تینتیس علماء وفضلاء نے رد قادیانیت پر اپنا ایک سالہ کورس مکمل کیا۔ جن کا تعلق ہندوستان کے مختلف صوبوں سے ہے۔

شعبہ تعلیم وتدریب میں ہر سال چھ طلبہ کا داخلہ لے کر ان کو پورے سال رد قادیانیت پر اہم اور بنیادی کتابوں کا تقریری وتحریری مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ ایسے تمام طلبہ کو قیام وطعام اور کتابوں کی جملہ سہولیات کے ساتھ ساتھ نقد پانچ سو روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس شعبہ کے لئے ایک سہ ماہی کورس بھی مرتب کیا گیا ہے تاکہ جو حضرات ایک سالہ مکمل تعلیم حاصل نہ کرسکیں وہ اس سہ ماہی کورس سے فائدہ اٹھائیں۔ سہ ماہی کورس کرنے والوں کو جملہ سہولیات کے ساتھ ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ منجانب مدرسہ دیا جاتا ہے۔ یہ شعبہ اب تک ہندی اور اردو زبان میں مختلف مضامین پر مشتمل دس پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کرچکا ہے۔

اہل شہر کو اس فتنہ سے آگاہ کرنے کی سعی

یہ شعبہ ہر سال شہر سہارنپور کے ائمہ مساجد کو مدعو کر کے قادیانیت پر ان کو متوجہ اور اس فتنہ کے خطرناک مضمرات اور عواقب سے ان کو آگاہ کرتا ہے۔ اس اجلاس میں شعبہ کی جانب سے شائع شدہ لٹریچر ان کو مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ تاکہ ائمہ مساجد اپنے اپنے علاقوں کے مسلم عوام کو ختم نبوت کی اہمیت دلائل کی روشنی میں بتلاسکیں اور سمجھا سکیں۔ اللہ کریم اس سعی کو مثمر ثمرات فرمائے۔ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مدرسہ مظاہر علوم کے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے زیر نگرانی وزیر اہتمام ملک ہندوستان کے دور دراز علاقوں اور قرب وجوار میں بھی ایک روزہ وسہ روزہ تربیتی اجتماعات منعقد کئے جاتے رہے۔ بالخصوص احمد آباد گجرات، دھردون کرنال، جھارکھنڈ کھاتہ کھیری اڑیسہ، بنگال میں عظیم اجتماعات منعقد ہوئے۔

ایک گھرانہ کی قادیانیت سے توبہ

پٹھانپور ضلع سہارنپور میں ایک گھرانہ قادیانی ہوگیا تھا۔ جس کی وجہ سے اہل علاقہ میں کافی تشویش پائی جارہی تھی۔ چنانچہ ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ کو جلسہ تحفظ ختم نبوت کیا گیا۔ قرب وجوار کے علماء ائمہ مساجد، عوام خوب جوش وخروش سے شریک جلسہ ہوئے۔ قادیانی گھرانے کا سربراہ بھی شریک ہوا تھا۔ اس اجتماع میں ختم نبوت کی اہمیت کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا اور قادیانیت کا دجالی چہرہ دکھلا کر قادیانیت کا اسلام ومسلمانوں کا دشمن ہونا خوب واضح کیا گیا۔ اللہ پاک نے اس اجتماع کو قبول فرما کر اس قادیانی گھرانے کو توبہ کی توفیق بخشی اور وہ اسلام کی آغوش پناہ وشفقت میں آگئے۔

مظاہر علوم میں جلسہ ختم نبوت

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں زکریا منزل میں مورخہ ۹؍رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۴؍جولائی ۲۰۰۸ء کو تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے ایک عظیم الشان اجتماع منعقد کیا گیا۔ جس میں اکابر مظاہر کے علاوہ حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب زید مجدہ صدر جمعیت علماء ہند، مولانا عبدالعلیم صاحب زید مجدہ، جنرل سیکرٹری جمعیت علماء ہند نے خصوصیت کے ساتھ شرکت کی اور اپنے اپنے خطابات میں منکرین ختم نبوت کے مسموم عزائم اور دجالی گمراہ عقائد ونظریات سے سامعین کے قلوب میں ان کی نفرت کو اجاگر کیا۔

حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب زید مجدہ نے فرمایا کہ عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں چل رہی ہیں۔ قادیانی تحریک بھی اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔ اس تحریک کو بھی امریکہ ودیگر اسلام دشمن ممالک کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس اجتماع کی دونشستیں ہوئیں۔

پہلی نشست کی صدارت حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب مدظلہ امین عام مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، نواسہ وخلیفہ مجاز برکتہ العصر قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ نے کی۔ جب کہ دوسری نشست کی صدارت صاحبزادہ محترم وجانشین حضرت شیخ نور اللہ حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم ومدفیوضہم سرپرست مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے کی۔

اس مبارک اجتماع میں دوردراز اور قرب وجوار سے ہزاروں فرزندان اسلام نے شرکت کی۔ اخبارات میں بھی اس اجتماع کی خبروں کو بڑے اچھے انداز سے پیش کیا گیا۔ حضرت اقدس صدر مجلس مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم کی دعاء پر اس عظیم اجتماع کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ پورے ملک ہندوستان وتمام عالم پر اس اجتماع کے عظیم ثمرات کو ظاہر فرمائے۔ قبولیت ومقبولیت عطاء فرمائے۔ سرکار دو عالم شفیع المذنبین خاتم النبیین ہمارے اور تمام انبیاء کے سردار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت مرحومہ کی ہدایت اور ہم سب کے لئے شفاعت عظمیٰ کا ذریعہ بنائے۔

’’اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۰ آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الامی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم‘‘

حضرت مولانا محمد اسماعیل کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چارروزہ تبلیغی دورہ پر فیصل آباد تشریف لائے۔ جہاں آپ نے جامع مسجد طوبیٰ گلبرگ، جامع مسجد غفوری، جامع مسجد بخاری جناح کالونی میں درس دیئے۔ جامعہ عبیدیہ آئی بلاک علامہ اقبال کالونی میں دورہ تفسیر کے طلبہ کرام کو تین دن ظہر سے عصر تک قادیانی عقائد وعزائم، شکوک وشبہات اوران کے جوابات، قادیانیوں کی ملک وملت دشمنی سے متعلق لیکچر دیئے۔

نیز مخدوم زادہ سید محمد زکریا کی طرف سے ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کے تاریخی فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا سے متعلقہ منعقدہ تقریب میں شرکت کی اور فیصلہ کے نتائج وعواقب پر بیان کیا۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا قاری محمد ابراہیم، سید طاہر الحسن گیلانی، سید محمود الحسن بخاری، قاضی عبدالخالق، مولانا حق نواز خالد، جامعہ امدادیہ اسلامیہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد طیب، جامعہ دار القرآن کے مہتمم مولانا قاری محمد یٰسین، جامعہ ملیہ کے ناظم مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی، مولانا عبدالخالق، مولانا محمد اسلم، ڈاکٹر صولت نواز، قاضی عبدالخالق، مفتی محمد قاسم، مفتی عبدالرحمان، حاجی غلام رسول نیازی، صاحبزادہ مبشر محمود سے ملاقاتیں کیں اور مختلف جماعتی امور پر مشاورت کی۔

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا قائدانہ کردار!

مولانا محمد علی صدیقی

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن ان کے دین اسلام کے تحفظ کے کارنامے ابھی تک تازہ ہیں اور انشاء اللہ تازہ رہیں گے۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں قادیانیوں کے بارے میں ایک کیس قادیانیت کے غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے کا لڑا۔ الحمدللہ! تمام مکاتب فکر کے نمائندہ حضرات اسمبلی میں موجود تھے۔ لیکن اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے ساتھ حضرت مفتی محمودؒ کی شخصیت ایسی تھی جن کی گفتگو پر پورا ایوان تائید کنندہ ہوتا تھا۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے اسٹیشن پر مسلمان طلباء جو نشتر کالج کے تھے پر، بہیمانہ تشدد سے پورے ملک میں احتجاج کی فضاء قائم ہوگئی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی آواز پر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی شکل میں جمع ہوئے۔ پورے ملک میں احتجاجی پروگرام، جلسہ وجلوس، قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ، پوری دینی قیادت سر جوڑ کر بیٹھی۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مسئلہ کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر قادیانیت کا کیس حل کروایا۔ حضرت مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے قرارداد پیش کی۔ قرارداد پر بحث کے لئے قادیانیوں کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر کو اسمبلی میں طلب کرلیا گیا۔ لاہوری گروپ کو بھی طلب کرلیا گیا۔ گیارہ دن مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ دو دن لاہوری گروپ پر جرح ہوئی۔ قادیانیوں کے محضر نامہ کا جواب لکھا گیا۔ جس کو حضرت مفتی محمودؒ نے ملت اسلامیہ کے مؤقف سے اسمبلی میں پیش کیا۔ جو الحمدللہ! لاکھوں کی تعداد میں اب تک شائع ہو چکا ہے۔ مختلف زبانوں میں اور لاہوری گروپ کے محضرنامے کا جواب حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے دیا۔

کمیٹی نے قادیانیوں سے سوالات کے لئے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب محترم یحییٰ بختیار مرحوم کو چنا اور اللہ رب العزت نے اس شخص سے بھی خوب کام لیا اور قادیانیت کا خوب ڈھول کا پول کھولا۔ بہت سے علمی سوالات کا جواب حضرت مفتی صاحبؒ نے دیا اور وہ تاریخی قومی دستاویز ۱۹۷۴ء کے نام سے کتاب میں موجود ہے۔ جس کو مولانا اللہ وسایا صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ اس میں سے حضرت مفتی محمودؒ کے علمی نکات پیش کررہا ہوں۔ اصل تو پوری کتاب بہت ہی دلچسپ ہے جو شخص اس کا صحیح انداز سے مطالعہ کرے اس کو قادیانیت کے دجل وفریب سامنے آجائیں گے اور قادیانیت کی حقیقت آشکارا ہوکر سامنے آجائے گی۔ کسی بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے خصوصی طور پر ملتان حضوری باغ روڈ سے مل سکتی ہے۔ اب آیئے اس طرف جو حضرت مفتی صاحبؒ کے علمی نکات ہیں۔ مسئلہ تکفیر پر بحث ہورہی تھی اور مرزا ناصر قادیانی چکر دے رہا تھا۔

مولانا مفتی محمودؒ...... تکفیر کے مسئلہ میں انہوں نے مختلف کیٹگری بنادی۔ مگر نتیجہ یہی کہ غیر احمدی کوئی چھوٹے کوئی بڑے۔ مگر ہیں سب کافر۔ اب جنازہ کا مسئلہ آیا تو قائداعظم شیعہ تھے یا لیاقت علی سنی، مگر جنازہ دونوں کا نہیں پڑھا، بات واضح ہوگئی۔ (تاریخی وقومی دستاویز ص ۶۱)

بات تھی اٹارنی جنرل نے پوچھا تھا کہ ظفر اللہ خان نے قائداعظم اور لیاقت علی کا نماز جنازہ نہیں پڑھا۔ اس پر مرزا ناصر شیعہ سنی کے چکر لانے لگا اور بات سیدھی تھی کہ دونوں غیر احمدی تھے۔ اس لئے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ ایک اور جگہ پر مرزا ناصر کی گرفت کی جب وہ اپنی کتاب کا انکاری ہو رہا تھا۔

مولوی مفتی محمودؒ...... یہ والد کی کتابوں کا انکار کر رہے ہیں۔ (نہج المصلی تو ص ۶۷)

اسی طرح جب چیئر مین نے حوالوں کے سلسلہ میں کہا کہ اٹارنی جنرل کے پاس جمع کر دیں تا کہ تلاش کرنے میں وقت نہ ہو تو اس پر حضرت مفتی صاحبؒ گویا ہوئے۔

مولانا مفتی محمودؒ...... کتابوں کے کئی ایڈیشن ہیں اور پھر صفحات و سائز انہوں نے تبدیل کر دیا ہے۔ اس لئے تھوڑا وقت تلاش کرنے میں لگ جاتا ہے۔ (ص ۶۹)

ایک جگہ پر مرزا ناصر نے اپنا دجالی جال پھیلانا چاہا تو اس کا جواب حضرت مفتی محمودؒ نے دیا۔

مولانا مفتی محمودؒ...... مرزا صاحب (ناصر) کی گفتگو کے دوران میں ہی میں نے حوالہ جات دیکھ لئے۔ قلائد الجواہر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب نہیں ہے۔ تذکرۃ الاولیاء حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اپنی کتاب نہیں ہے۔ دیوبندی مذہب یہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی اپنی کتاب نہیں ہے۔ ان حضرات سے یہ منسوب باتیں ہیں۔ انہوں نے کہی ہیں یا نہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ تینوں کتابیں ایسی ہیں کہ جو ہم پر حجت نہیں ہیں۔ ان رطب و یابس کو بہانہ بنا کر معاملہ کو الجھانا دجل ہے۔

اگر یہ کتابیں ان کی اپنی ہوتیں وہ اپنے خوابوں کو خود بیان کرتے۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اگر ایسے ہوتا تو بھی مرزائیوں کے لئے مفید مطلب نہیں۔ اس لئے کہ امتی کا خواب شریعت میں حجت نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی تمام عظمت کے باوجود حضورﷺ کے امتی ہیں اور امتی کا خواب شریعت میں حجت نہیں ہے۔ عقیدہ کے لئے تو قطعاً بنیاد نہیں بن سکتا۔ خود خواب دیکھنے والے بھی اس کو ماننے کے پابند نہیں شرعی اعتبار سے۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا: ''نیند میں خواب دیکھا، بیداری میں کتاب لکھی۔''

وہ نبی ہونے کا مدعی ہے اور نبی کا خواب شریعت میں حجت ہے۔

مرزا قادیانی نے حضرت فاطمہ علیہ السلام کے متعلق خواب نہیں۔ بلکہ کشف کا لکھا ہے۔ نبی کا خواب یا کشف وحی ہوتا ہے۔

خواب کی تعبیر کی جاتی ہے۔ وحی کی تو تعبیر نہیں کی جاتی۔

اصولی بات یاد رکھیں کہ ہم خوابوں کے پابند نہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں ان حضرات کی طرف منسوب غلط باتوں سے غلط استدلال کر کے ہاؤس کو گمراہ کرنا اور مرزا کی صفائی کے لئے معاملہ کو خلط کرنا دجل ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں نے سات باتیں کہیں، مرزا ناصر ان میں سے کسی ایک بات کی جرأت ہے تو تردید کرے تا کہ معاملہ صاف ہو جائے۔ ہے جرأت تو کرے انکار ورنہ ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ اس دجل کو بھانپنے کی کوشش کریں۔ جسے سو سال سے اسلام کے نام پر اسمگل کیا جا رہا ہے اور جس طرح آج آپ پریشان ہیں کہ یہ صحیح جواب نہیں دے رہا۔

معاملہ کو مکس کر رہے ہیں۔ اسی طرح سو سال سے امت بھی پریشان ہے۔ میں پھر چیلنج کرتا ہوں میرے سات نکات میں سے کسی ایک کا مرزا ناصر کے پاس ہمت ہے جواب ہے تو لائے مجھے خوشی ہوگی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے اس چیلنج کے بعد مرزا ناصر قادیانی نے اقرار کیا کہ مفتی صاحب نے صحیح کہا کہ یہ ان کی کتابیں نہیں ہیں۔ (ص۱۰۲تا۱۰۴)

مرزا ناصر نے ایک جگہ پھر کشف کے معاملہ میں گڑبڑ کی تو حضرت مفتی محمودؒ پھر میدان میں اترے۔

مولانا مفتی محمودؒ...... یہاں آپ پھر اجازت دیں کہ بزرگوں کی باتوں کو نبیوں کی باتوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بڑے بڑے بزرگ کی بات بھی خدانہ کرے اس میں غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام تو غلطی سے پاک ہوتے ہیں۔ ان میں غلطی تسلیم کرنا منصب نبوت کی توہین کے برابر ہے۔

کسی بزرگ کا کوئی شخص خواب بیان کرتا ہے یا اس کا جذب کی حالت کا قول جو شریعت کے خلاف ہو تو بحیثیت مفتی کے میں فتویٰ دیتا ہوں تمام مکاتب فکر اس مسئلہ میں میرے ساتھ ہیں کہ اگر کسی بزرگ کا قول شریعت کے خلاف ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ اگر تو وہ مغلوب الحال یا کیفیت جذب میں بے اختیار خلاف شرع کوئی بات کہہ دیں تو معذور ہیں۔ یا جان کر کہا، اگر جان کر خلاف شریعت کہا تو ہم اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔ اب مرزا ناصر قادیانی بتائیں مرزا قادیانی معذور تھے یا کافر معذور تھے تو بھی نبی نہیں ہوسکتے۔ اگر کافر تھے پھر تو مسئلہ ہی حل ہوگیا۔ (ماشاءاللہ ماشاءاللہ) اس گرفت پر جمعیت علماء پاکستان کے رہنماء مولانا شاہ احمد نورانیؒ بھی اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانیؒ...... حضرت مفتی صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ شرعی مسئلہ یہی ہے جو خلاف شرع بات کرے گا وہ معذور ہوگا یا کافر ہوگا۔ (ص۱۰۵،۱۰۶)

مرزا ناصر قادیانی پر بحث بھی اس کے ساتھ کمیٹی کے چیئرمین کو بھی مفتی صاحبؒ راہنمائی فرماتے تھے۔

مولانا مفتی محمودؒ...... (چیئرمین سے) جناب وہ تحریری بیانات واقتباسات پر وقت ضائع کر رہے ہیں۔ غیر متعلق باتوں میں خواب کشف بلاوجہ پیش کر کے معاملہ کو طول دے رہے ہیں۔ آپ ان کو پابند کریں کہ وہ مرزا قادیانی کی پوزیشن واضح کریں۔ اور ایک جگہ چیئرمین سے:

مولانا مفتی محمودؒ...... آپ کہتے ہیں کہ چور تھا جواب میں کہہ دیتا ہے کہ بناوٹی چور تھا۔ اب اس کے ایک لفظ کہنے سے بحث کا رخ بدل جاتا تھا کہ چور تو تھا مگر اصلی یا بناوٹی، اس سے کیا بحث کہ وہ اصلی چور ہے یا اس نے دیکھا دیکھی نقلی چوری کی ہے۔ کی تو ہے جرم تو ثابت ہوا۔ آپ اس نکتہ نظر سے بحث کر مرکوز رکھیں تاکہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ (ص۱۰۷)

ایک جگہ اور بحث میں حصہ لیتے ہوئے:

مولانا مفتی محمودؒ...... یہ ایک کتاب ہے اس میں عربی کا شعر ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی۔ بس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرف نیش زن ہے۔

(ضمیمہ نزول المسیح، اعجاز احمدی ص۷۵، مندرجہ روحانی خزائن ج۱۹ ص۱۸۸، دستاویز ص۱۱۰)

ایک اور جگہ بحث میں حصہ لیتے ہوئے:

مولانا مفتی محمودؒ...... جناب عربی کا یہ حوالہ پڑھ دیتا ہوں مرزا کی کتاب ہے عربی ہے۔ ’’تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والموده وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الاذريته البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون‘‘ ’’یہ دو کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت ومودت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر جو کنجریوں کی اولاد ہیں وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔‘‘

جناب چیئرمین: حوالہ بھی دے دیں اور کتاب بھی گواہ کو دے دیں۔

مولانا مفتی محمودؒ...... (آئینہ کمالات ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵) اور یہ لیجئے مرزا ناصر قادیانی دیکھ لیں۔

(دستاویز ص ۱۱۳، ۱۱۴)

ایک جگہ اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار صاحب حضرت مفتی محمودؒ سے مدد لیتے ہوئے جب مرزا ناصر قادیانی ذریت البغایا پر قابو نہیں دے رہا تھا۔ اٹارنی جنرل مولانا مفتی محمودؒ آپ توجہ دلائیں۔

مولانا مفتی محمود...... قرآن مجید میں ہے۔ ’’ولا تكرهوا فتيتكم على البغاء ان اردنا تحصنا (نور:۳۲)‘‘ یہاں بغی کا معنی کیا ہے۔

مرزا ناصر: عربی لفظ کے کئی ترجمے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کے کیا معنی ہیں جو مفتی صاحب نے سوال کیا۔

مرزا ناصر: ابن بغا اس ضمن میں استعمال ہو تو اس کے معنی حرام زادہ نہیں بلکہ ہدایت سے روداراور سرکش۔

مولانا مفتی محمودؒ...... میں نے تو صرف قرآن مجید کی آیت کے بارے میں پوچھا ہے۔ قرآن کریم میں بغا کا جو لفظ ہے اس سے مراد کیا ہے۔

مرزا ناصر: قرآن مجید میں ابن بغا کا لفظ ہی استعمال نہیں ہوا۔

چیئرمین: جو آیت مفتی صاحب نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ کردیں مفتی صاحب ایک دفعہ پھر پڑھیں۔

مولانا مفتی محمودؒ...... ’’ولا تكرهوا فتيتكم على البغاء ان اردن تحصنا‘‘ (ص ۱۴۴، ۱۴۵)

مرزا ناصر قادیانی نے ذریت البغایا کے معاملہ میں دجل سے کام لینا شروع کیا تو اس پر حضرت مفتی صاحبؒ نے پھر گرفت کی۔

مولانا مفتی محمودؒ...... بغایا جمع ہے۔ بغیۃ کی بغیۃ مفرد ہے۔

اس پر مرزا ناصر قادیانی ٹپٹایا اور اٹارنی جنرل سے مخاطب ہوا۔

اٹارنی جنرل: بعض چیزوں سے میں واقف نہیں ہوں۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ مولانا انصاری یا کوئی اور مجھے مدد دیں گے اور بعض چیزوں پر کمیٹی میں سے مولانا (مفتی محمودؒ) ہی آپ سے سوال پوچھیں گے، یہ کمیٹی کی اتھارٹی کے مطابق ہیں۔

مرزا ناصر: اس کی اطلاع ہمیں کوئی نہیں ملی۔

اٹارنی جنرل: آپ کو اطلاع کرنا ضروری بھی نہیں۔ بلکہ اٹارنی جنرل جس سے چاہیں مدد لے سکتے ہیں۔ اس لئے جو کچھ مفتی صاحب نے فرمایا اس کے متعلق آپ فرمائیں۔

مرزا ناصر: میں بڑے ادب سے مفتی صاحب سے کہوں گا کہ ذریت البغایا کی بحث چونکہ عربی لغت سے تعلق رکھتی ہے۔ مولانا مفتی محمودؒ بغایا بغیۃ کی جمع ہے۔ بغیۃ کا ترجمہ لغت میں قرآن مجید میں ہر جگہ بدکار ہے۔ (ص۱۴۷)

مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں ایک قرآن کی آیت لکھ کر اس کی تحریف کی۔ مولانا ظفر احمد انصاری کے سوال پر مرزا ناصر دجل کرنے لگا۔ تو یہاں ایک بار پھر حضرت مفتی صاحب میدان میں اترے۔

مولانا مفتی محمودؒ...... جناب چیئرمین صاحب ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت صحیح نقل نہ کی۔ اس لئے کہ ان کے عقیدہ کو بیخ و بن سے اکھیڑ رہی ہے۔ مرزا قادیانی نے عمداً تحریف کی ہے۔ ہم نے حوالہ پیش کیا اسے درست کر دیا گیا ہے۔ مگر آج تک نہیں ہوا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی جو قرآنی آیت ان کے مطلب کے خلاف جاتی ہو اس میں ردوبدل کر دیتے ہیں۔ (ص۲۳۴)

قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ مرزا ناصر پر گیارہ دن جرح ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب حضرت مفتی محمودؒ کو دیکھتا تو پریشان ہوتا، گیارہ دن کے بعد دو دن ان کے دوسرے گروہ لاہوری پر جرح ہوئی۔ اس میں بھی حضرت مفتی صاحبؒ کا کردار نمایاں ہے۔ اس لئے کہ تمام تیاری اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو مفتی صاحبؒ ہی کراتے تھے۔ لیکن قادیانیت ایک دجل کا نام ہے۔ اس لئے ان کے دجل کو توڑنے کے لئے حضرت مفتی صاحبؒ کو میدان میں آنا پڑتا تھا۔

لاہوری گروہ پر حضرت مفتی صاحبؒ کے سوالات

مفتی محمودؒ...... مرزا قادیانی سے انکار کے باوجود؟

گواہ: مرزا قادیانی کو تو نبی کریم ﷺ نے نبی اللہ رکھا ہے۔

مفتی محمودؒ...... تو مرزا کا منکر نبی کریم کا منکر ہوا؟

گواہ: جی ہاں بالکل۔

مفتی محمودؒ...... تو وہ بھی حقیقی کافر ہوا؟

گواہ: گواہ آپ نے مجھے پھنسا دیا ہے۔

مفتی محمودؒ...... آپ نہ پھنسیں؟

گواہ: کیسے نکل جاؤں۔

مفتی محمودؒ...... ہم آپ کو نکال دیں گے۔ (یعنی کافر قرار دے دیں)

گواہ: آپ نہ نکالیں۔

مفتی محمودؒ...... آپ خود نکل جائیں۔

گواہ: کیسے نکل جائیں۔ (ص ۲۴۹)

ایک اور جگہ لاہوری گروپ سے بات

مفتی محمودؒ...... وہ کہتے ہیں کہ ہم کافر نہیں، آپ کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کو ماننے والے کافر ہیں۔ آپ کو صحیح سمجھیں یا ربوہ والوں کو؟

گواہ: ہمیں۔

مفتی محمودؒ...... یعنی وہ کافر ہوئے؟

گواہ: آپ ان سے پوچھیں۔

مفتی محمودؒ...... آپ کے نزدیک؟

گواہ: میرے نزدیک تو ہوگئے میں نے کہہ دیا تھا۔

ایک جگہ پر حضرت مفتی صاحبؒ نے پھر چیئرمین کی راہنمائی کی۔ جب چیئرمین ان کو ہدایات دے رہے تھے۔ جناب چیئرمین ان کا بھی یہ کل جواب دیں گے۔

مفتی محمودؒ...... اور احادیث کا بھی جواب دینا ہے۔ (ص ۲۸۴)

ایک جگہ پر بھی اٹارنی جنرل نے اپنی مدد کے لئے حضرت مفتی صاحبؒ سے اعانت طلب کی۔

اٹارنی جنرل: قبلہ مفتی محمودؒ آپ مرزا کا عربی کا حوالہ پڑھ دیں۔

مفتی محمودؒ...... عربی عبارت ”والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاھر لا تاویل فیہ ولا الاستثنا“ (حمامۃ البشریٰ ص ۲۱)

”کہ جب کلام قسم کے ساتھ تاکید کیا جاتا ہے تو وہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس میں تاویل یا تخصیص نہیں ہوتی۔“ (ص ۲۸۷)

مرتد کے بارے میں حضرت مفتی محمودؒ کے استدلال

مولانا مفتی محمودؒ...... بخاری شریف کی حدیث ہے کہ: ”من بدل دینہ فاقتلوہ“ یہ بھی قتل مرتد کے لئے صریح اور صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث سے قبل امام صاحب نے کئی آیات باب کی ابتداء میں لکھ کر قرآن سے مرتد کے حکم کو ثابت کیا ہے۔

گواہ: من بدل دینہ کا کیا معنی ہے۔ جو اپنے دین کو بدل دے۔ یعنی عیسائی سے مسلمان ہو تو عیسائیت چھوڑنے کے باعث قتل کر دیا جائے گا۔

مفتی محمودؒ...... خدا کے بندے کیا کرتے ہو۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ”ان الدین عند اللہ الاسلام“ اللہ کے ہاں دین اسلام ہے۔ ”من بدل دینہ فاقتلوہ“ اس کا معنی ہوگا کہ جو دین اسلام کو چھوڑ دے وہ مرتد ہے اور اس تعذیر پر قتل کا مستحق ہے۔ ایک عام بدیہی بات کو اگر نہیں سمجھ پاتے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ بحث کے اختتام پر لاہوری گروہ کے گواہ نے کہا کہ میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے

بڑی فراخدلی اور تحمل سے ہماری باتوں کو سنا۔ ہم اسلام کے خادم ہیں۔ مرزا قادیانی قطعاً مدعی نبوت نہ تھا۔ اس جملہ کو حضرت مفتی صاحب برداشت نہ کر سکے اور کر بھی کیسے سکتے تھے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت تھی اور جتنی محبت تھی اتنی ہی قادیانیت سے نفرت تھی۔ اس کے جواب میں گویا ہوئے۔

مفتی محمودؒ...... یہ شکریہ ہے یا ممبران کو کوینسنگ ہو رہی ہے۔

قومی اسمبلی میں فتنہ قادیانیت پر تیرہ دن بحث رہی۔ تقریباً پانچ ماہ تحریک پورے ملک میں چلی تمام قائدین کی طرح حضرت مفتی محمودؒ نے اس تحریک میں بھرپور سفر طے کیا اور اس تحریک میں حضرت مفتی صاحبؒ کا تو ڈبل نہیں ٹرپل کردار رہا۔ عوام الناس کے ساتھ بھی تو اسمبلی کے فلور پر بھی اور پھر حکومتی اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں بھی اور اس کے ساتھ ہی نہیں۔ آپ اس کمیٹی کے اہم رکن تھے۔ یوں نہیں کہ بس ان سے بات منوا کر آگے نہیں بلکہ حکومتی اجلاس میں برملا فرماتے تھے کہ میں تو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا نمائندہ ہوں۔ آپ اس کو نہیں مانتے ہیں تو ان کو اطلاع کرتا ہوں۔ پھر وہ جانے اور پاکستان کے غیور مسلمان، یوں اس تحریک کو حضرت مفتی صاحبؒ نے چوکھی سے لڑا اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔

آیئے اس پر ہم اب ایک عہد کریں کہ حضرت مفتی محمودؒ کے اس مشن جو انہوں نے اکابر سے لیا تھا پایا تکمیل تک پہنچائیں گے اور قادیانیت کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

جامعہ عبیدیہ (فیصل آباد) میں یوم تحفظ ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ جس پر غیر مشروط ایمان کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ نے افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جو جامعہ عبیدیہ میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ (جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا) کی یاد میں منعقد ہوئی۔ شاہ صاحب نے کہا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ نوے سالہ جدوجہد، مساعی جمیلہ کے بعد پارلیمنٹ نے دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جامعہ نوریہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف، جامعہ امدادیہ کے مہتمم مولانا محمد طیب، مخدوم زادہ مولانا محمد زکریا، مولانا قاضی عبدالخالق اور دار القرآن کے مولانا عزیز الرحمان نے خطاب کیا۔

افطار پارٹی کا اہتمام کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کنونیر مولانا مخدوم زادہ سید محمد زکریا نے کیا۔ تقریب سے مولانا حماد الرحمان لدھیانوی، آل پاکستان سائزنگ انڈسٹری کے وائس چیئرمین رانا طالب حسین، مولانا ندیم احمد القاسمی، سید طاہر الحسن گیلانی، سید محمد ذکر اللہ، سید عبید اللہ، مولانا سید محمد دانش نے شرکت کی اور مولانا حق نواز نے بھی شرکت کی اور عقیدہ ختم نبوت کے لئے عالمی مجلس کی کوششوں کو سراہا۔

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ نمبر۲!

قسط نمبر:۵

ازافادات: مولانا محمد امین صفدرؒ

نزول عیسیٰ علیہ السلام

یہ ’’وان من اهل الکتب الا لیومنن به قبل موته‘‘ قرآن پاک کی وہ آیت ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صاف طور پر لفظ ’’موت‘‘ استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس زمانے کو قبل الموت کا زمانہ قرار دیا اور یہ بھی پتہ چلا کہ ان کی وفات وہاں ہوگی جہاں اہل کتاب بستے ہیں اور ظاہر ہے کہ اہل کتاب زمین پر آباد ہیں نہ کہ آسمان پر۔ اس سے مسیح علیہ السلام کا زمین پر نازل ہونا، اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا اور پھر مسیح علیہ السلام کا انتقال فرمانا صاف صاف بیان فرمایا۔ (بخاری ج۱ص۴۹۰) پر حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے۔

حضور ﷺ نے مؤکد بقسم فرمایا کہ تم میں ضرور بالضرور نازل ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم، نہ کہ مرزا بن گھسیٹی۔ حکماً بادشاہ ہوں گے نہ کہ مرزا کی طرح صلیب پرستاروں کی رعایا۔ عدلاً انصاف والے ہوں گے یہ نہیں ہوگا کہ پچاس جلدوں کے پیسے لے کر ۵ جلدیں دے کر باقیوں کے پیسے ہضم کر جائے بلا ڈکار۔ وہ صلیبی حکومت کو توڑ دیں گے نہ کہ صلیبی حکومت کی حمایت میں ۱۵۰ الماریاں لکھیں گے۔ وہ خنزیروں کو قتل کریں گے نہ کہ اس کے ماننے والے خود خنزیر کہلائیں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: ’’فاقرء وان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمن به قبل موته‘‘ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا پڑھو تم اگر چاہو (قرآن کی یہ آیت) ’’وان من اهل الکتب ۰ الایة‘‘

دھوکہ اور فریب

بعض مرزائی یہ شبہ ڈالتے ہیں کہ اس وقت جو اہل کتاب مر رہے ہیں وہ تو ایمان نہیں لائے۔ بغیر ایمان لانے کے مر رہے ہیں اور مذکورہ آیت کے خلاف ہے تو یہ ایک خالص دھوکہ اور فریب ہے۔ اس کی مثال یوں ہے جیسے کوئی کہے کہ دعاء کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا دے تو میں جامعہ خیر المدارس (ملتان) کے طلباء کی دعوت کروں گا؟ بالفرض اگر اس کی دعاء کے ۲۰ سال بعد بیٹا ہو تو اس وقت جو طلباء ہوں گے۔ ان کی دعوت مراد ہوگی۔ اس کا کوئی یہ معنی نہیں سمجھتا کہ جس وقت دعاء کی تھی اس کے بعد کوئی طالب علم نہ جائے اور نہ کوئی نیا طالب علم آئے۔ اس طرح یہاں بھی مراد ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اس وقت کے اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔

’’واذ قالت الملائکة یا مریم…… ویعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل (آل عمران:۴۵تا۴۸)‘‘ ﴿جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ہے۔ عیسیٰ مریم کا بیٹا، مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب کہ ماں کی گود میں ہوگا اور جب کہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے۔ بولی! اے رب کہاں سے ہوگا۔ میرے

لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگا یا کسی بشر نے۔ اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے اور سکھا دے گا اس کو کتاب اور تہہ کی باتیں اور توراۃ انجیل۔﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔’’ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم (آل عمران:۵۹)‘‘ ﴿بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی۔﴾ عیسائی عوام کو دھوکہ دیتے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ خدا ہے۔ ورنہ تم بتلاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دھوکہ کا جواب دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اگر باپ نہیں تو ماں تو یقیناً ہے۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کا نہ باپ ہے نہ ماں تو انہیں خدا کا بیٹا کیوں نہیں مانتے۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علامات قیامت سے قرار دیا ہے۔ اس لئے ان کو کچھ ایسی خصوصیات عطاء ہوئیں جو فضائل جزئیہ کے درجہ میں ان کے ساتھ ہی موصوف تھیں۔ اس لئے ان کو عام انسانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ ان خصوصیات میں سے ایک روح القدس کی تائید بھی ہے۔ تیسرے پارہ کے شروع میں جہاں انبیاء علیہم السلام کے الگ الگ فضائل ارشاد فرمائے وہاں’’ وایدناہ بروح القدس (بقرہ:۲۵۳)‘‘ ﴿اور قوت دی اس کو ہم نے روح القدس یعنی جبرائیل سے۔﴾ بھی فرمایا اور میدان قیامت میں جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات کا ذکر فرمائیں گے تو یوں فرمائیں گے۔’’واذ ایدتك بروح القدس (المائدۃ:۱۱۰)‘‘ ﴿جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے۔﴾ اسی لئے آپ کی پیدائش بھی روح القدس کے نفخہ سے ہوئی۔ اسی نفخہ کا اثر ہے کہ آپ کو معجزات میں بھی احیاء موتیٰ کا معجزہ عطاء فرمایا گیا۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش روح القدس کے نفخہ اور سیدہ مریم علیہا السلام سے ہوئی۔

اس لئے ضروری تھا کہ وہ کچھ عرصہ زمین پر رہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کا مستقر ہے اور کچھ عرصہ آسمانوں پر رہیں جو روح القدس کا مستقر ہے۔ آسمانوں پر اتنی لمبی عمر پالینا یہ بھی نفخ روح القدس ہی کا اثر ہے۔ فرشتوں نے سیدہ مریم علیہا السلام سے فرمایا بے شک اللہ تجھے خوشخبری دیتے ہیں۔ ایک کلمۃ اللہ کی، کلمۃ اللہ کی صفات میں قرآن نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے۔’’کلمۃ اللہ ھی العلی (توبہ:۴۰)‘‘ ﴿اور اللہ پاک کی بات ہمیشہ اوپر ہے﴾ اس لئے آپ کا آسمانوں پر جانا کلمۃ اللہ ہونے کی ایک خاص تاثیر ہے۔ فرمایا:’’ وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ‘‘ ہوں گے۔

بعض مفسرین نے لکھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی اس حالت میں گزری کہ آپ نے اپنا گھر نہیں بنایا۔ چنانچہ انجیل میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جانوروں کے بھی بھٹ ہوتے ہیں۔ لیکن ابن آدم علیہ السلام کو کہیں سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔

(اصل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مستقل مکان نہ تھا۔ بلکہ تبلیغ فرماتے تھے۔ جہاں رات آجاتی وہاں کسی مکان میں قیام فرمالیتے۔ ساری زندگی یہی معمول رہا۔ الراقم الاثیم عبدالرزاق صفدر)

فتنۂ قادیانیت کا تعاقب!

ایک تاریخ ...... ایک جائزہ

مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری

’’الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ‘‘

برطانوی استبداد نے ہندوستانی مسلمانوں کو ذہنی وفکری طور پر منتشر وپریشان کرنے کے لئے جتنی تحریکیں اور اسکیمیں تیار کیں ان میں مذہبی وسیاسی نقطۂ نظر سے سب سے خطرناک اور وسیع نقصانات کی حامل تحریک مرزاغلام احمد قادیانی کے ذریعہ چلائی جانے والی نبوت کاذبہ تھی، جو بعد میں قادیانیت کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ مسلمانوں کی جہادی قوت کو توڑنے کے ساتھ ساتھ نبوت محمدیہ کے خلاف ایک بغاوت تھی اور اسلام کی آفاقیت کو کمزور کرنے کے لئے ایک منظم سازش۔

اس بغاوت اور سازش کی شروعات اس وقت ہوئی جب ۱۸۴۹ء میں مسیحی عالموں اور پادریوں کا ایک بھرپور وفد ہندوستان صرف اس غرض سے آیا کہ یہاں کے حالات ومواقع کا جائزہ لے کر مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو ختم کرنے اور ان کو دینی اعتبار سے مفلوج ومنتشر کرنے کے لئے کچھ راہیں تلاش کرے۔ چنانچہ اس وفد نے برطانیہ واپس جاکر حکومت کو یہ رپورٹ دی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے دینی رہنماؤں کی تقلید کرتی ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو نبوت کا دعویٰ کرے تو ہمارے لئے ممکن ہے کہ ہم اس شخص کے دعویٰ نبوت کو حکومت برطانیہ کی زیرنگرانی فروغ دے کر کامیابی حاصل کریں۔

چنانچہ اس مشورہ پر عمل کر کے سرکاری محکمہ کے ایک معمولی ملازم بنام غلام احمد قادیانی کو تلاش کر کے اس کے گلے میں جھوٹی نبوت کا طوق ڈال دیا گیا۔ نبوت کا یہ دعویٰ انہوں نے پہلے ہی مرحلہ میں نہیں کیا تھا۔ بلکہ درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے وہ دعویٰ نبوت تک پہنچے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مارچ ۱۸۸۲ء (جمادی الاوّل ۱۲۹۹ھ) میں یہ دعویٰ کیا کہ انہیں الہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص کام ان کو سپرد کیا جارہا ہے اور گویا وہ مامور من اللہ ہیں۔

اپنی عمر کے چالیسویں سال یعنی ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۴ء کے درمیان انہوں نے ایک مذہبی مصلح کے روپ میں براہین احمدیہ لکھی۔ ۱۸۸۸ء میں انہوں نے اپنے متعلقین سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ ۱۸۹۰ء میں اپنے الہام کی بنیاد پر انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ ہی مصلوب ہوئے اور نہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ بلکہ سولی دیئے جانے کے بعد زخمی ہونے کی حالت میں ان کو اتارا گیا۔ علاج کیا گیا اور پھر انہوں نے وفات پائی۔ نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سی صفات رکھنے والا ایک شخص امت میں پیدا ہوگا اور وہ میں (مرزا قادیانی) ہوں۔

کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ مرزا نے اپنے مہدیٔ موعود ہونے اور پھر ۱۹۰۰ء میں جہاد کے دنیا سے ختم ہوجانے اور پھر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان کے ان کفریہ اور باطل عقائد کی علماء اہل حق نے بھرپور

مخالفت کر کے ان کے دعوؤں کی تردید کی اور پھر آخر میں ان باطل دعوؤں کے پیش نظر ان کی تکفیر کی۔ چنانچہ مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا اور پھر تمام علماء اس کے کفر وارتداد پر متفق ہوتے چلے گئے۔

جامعہ مظاہر علوم کے مربی روحانی اور سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ چونکہ نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے دینی وعلمی حلقوں میں امام الفقہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فقیہ النفس تسلیم کئے جاتے تھے۔ اس لئے آپ کسی بھی شخص کے کفر اور مرتد ہونے کے فیصلہ کو مکمل احتیاط اور تحقیق حال کے بعد صادر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے خلاف بھی آپ نے یک دم کفر یہ فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ جیسے جیسے اس کے دعوؤں میں تبدیلی ہوتی گئی۔ حضرت اقدس گنگوہیؒ کے فتاویٰ اور فرمودات میں بھی آہستہ آہستہ سختی اور شدت پیدا ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ آپ نے سب سے اوّل اس کے مجنون ہونے کا، دماغ میں فتور اور القاء شیطانی کا اس کے اور اس کے متبعین کے گمراہ ہونے کا اور پھر دجال وکذاب ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے۔ آخر میں اس کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا مکمل ومدلل فیصلہ صادر فرمایا اور عام مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اس کو اشتہار کی شکل میں بھی کثیر تعداد میں شائع کرایا۔

امام ربانی گنگوہیؒ کی علمی وفقہی اور روحانی حیثیت چونکہ امت کے تمام طبقات میں تسلیم شدہ تھی۔ اس لئے اس فتویٰ کی اشاعت پر غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور انہوں نے آپ کو چیلنج دے کر مناظرہ، مباحثہ اور مباہلہ کی دعوت دی۔ چنانچہ حضرت نے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے جواباً تحریر فرمایا کہ:

’’یہ مناظرہ تقریری طور پر ایک جلسۂ عام میں ہوگا اور مجمع کثیر کی سہولت کے پیش نظر سہارنپور میں کیا جائے گا۔ نیز یہ مناظرہ تحریری نہیں بلکہ عمومی نفع کے پیش نظر تقریری ہوگا۔ تاکہ تمام سامعین وشرکاء اجلاس اس سے فائدہ اٹھائیں۔‘‘

مرزا قادیانی کا اس پر جواب یہ تھا کہ تقریری مناظرہ منظور ہے۔ لیکن آپ تقریر کرتے جائیں اور دوسرا شخص آپ کی تقریر لکھتا جائے اور جب تک ایک کی تقریر ختم نہ ہو دوسرا فریق دوران تقریر نہ بولے اور پھر دونوں تقریریں شائع ہو جائیں۔ مزید یہ کہ میدان مناظرہ لاہور ہونا چاہئے، سہارنپور نہیں۔ اس لئے کہ سہارنپور والوں میں حق وباطل کے فیصلہ کرنے کی سمجھ نہیں ہے۔ اس طرح مرزا قادیانی نے دونوں شرائط کو ماننے سے انکار کر کے مناظرہ سے گریز کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کا فتویٰ چونکہ اپنے اندر بڑی اہمیت اور اس دور کے تمام علماء کے یہاں زبردست استنادی حیثیت رکھتا تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کو آپ سے بھرپور عداوت اور نفرت تھی۔ جس کا اندازہ اس کے قلم سے نکلے والے ان جملوں سے ہوسکتا ہے۔

۱...... مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل نکالا اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہوگیا۔ دیکھو اور عبرت پکڑو۔

۲...... ان میں سے آخری شخص وہ شیطان اندھا اور بہت گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔

جامعہ مظاہر علوم کے دارالافتاء سے ہمیشہ قادیانی نبوت کے خلاف دلائل وبراہین کے ساتھ فتاویٰ بھیجے

جاتے رہے اور جب کبھی انہوں نے شہر سہارنپور کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہا تو علماء اور اساتذہ مظاہر علوم ان کے مدمقابل بن کر کھڑے ہوگئے اور پوری قوت کے ساتھ ان کے کفریہ خیالات وعقائد کی تردید کی۔

آج سے لگ بھگ پچاسی سال قبل پیش آنے والے ایسے ہی ایک واقعہ کی اطلاع حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدینہ منورہ میں مقیم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کو اپنے ایک مکتوب میں اس طرح دیتے ہیں:

’’قادیانیوں کی ایک جماعت نے شہر سہارنپور کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہا۔ جس پر مظاہر علوم کے اساتذہ نے ان کا علمی اور تقریری طور پر پورا پورا تعاقب کیا اور مسجد کمنگران کو اپنا دفاعی مرکز بنا کر مسلمانان شہر کو کئی ہفتے تک وہاں جمع کرتے رہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد باطلہ وکفریہ کو کھول کھول کر بتلاتے رہے۔ نیز قرآن وسنت کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان قادیانیوں کے پاؤں شہر میں جم نہیں سکے اور ناکام واپس لوٹ گئے۔‘‘ (مکتوب محررہ ربیع الاوّل ۱۳۴۵ھ، ستمبر ۱۹۲۶ء)

قادیانیت کے تاروپود بکھیرنے کے لئے یہاں کے علماء اور طلبہ نے بارہا کامیاب مناظرے اور مباحثے کئے۔ گاہ بگاہ ان مناظروں کی تفاصیل روداد مدرسہ میں بھی شائع ہوتی رہتی تھی۔ چنانچہ ۲۶،۲۷؍ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ (۲۶،۲۷؍مئی ۱۹۳۰ء) میں کریم پور ضلع جالندھر میں اللہ دتہ جالندھری قادیانی وغیرہ سے صدق مرزا اور حیات مسیح پر اسی طرح حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوری، حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ صاحب وغیرہ کے درمیان ہونے والے مناظرہ کی تفصیلات روداد ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء) میں تحریر ہیں۔ نیز یہ بھی تحریر ہے کہ اس مناظرہ میں خرمن مرزائیت کو ایسی آگ لگائی گئی کہ تیرہ مرزائیوں نے مجمع عام میں توبہ کی اور وہ اسلام میں داخل ہوئے۔

ایک مشہور قادیانی کا مشرف باسلام ہونا

ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق مئی ۱۹۴۰ء میں جامعہ مظاہر العلوم کے سرپرست حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی اور اسی جامعہ کے شیخ الحدیث ورکن شوریٰ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کے ہاتھ پر ایک مشہور قادیانی قادیانیت سے تائب ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔

اس یادگار واقعہ کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ ۱۷؍ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۵؍مئی ۱۹۴۰ء میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرکز دہلی آکر مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور حضرت شیخؒ سے ایک طویل ملاقات کی اور اس موقع پر مشہور قادیانی لیڈر عبدالرحمٰن مصری کے فرزند حافظ بشیر احمد مصری حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے ذریعہ مشرف باسلام ہوئے۔ معروف قادیانی لیڈر عبدالرحمٰن مصری، مرزا محمود (فرزند مرزا غلام احمد قادیانی) کے دست راست تھے۔ اس شخص کو بہت سی وجوہات کی بناء پر مرزا قادیانی کے خاندان میں بڑا اثرورسوخ حاصل تھا اور بہت سے رازہائے سربستہ سے یہ واقف تھے۔ لیکن ان پر جب مرزا محمود احمد کی غلط کاریوں اور حرام کاریوں کی تفصیلات کھلیں تو یہ کھلے طور پر مرزا محمود کے مقابلہ پر آگئے۔

حافظ بشیر احمد مصری عربی، انگلش، اردو اور فارسی کے زبردست فاضل وماہر تھے۔ وہ بھی اپنے والد کے ساتھ ساتھ مرزا محمود کی خلافت کے پھندے سے نکل کر لاہوری گروپ میں شامل ہوگئے اور پھر اس گروپ کے مرکز

ووکنگ مسجد لندن کے امام بن گئے۔لیکن توفیق الٰہی نے دستگیری فرمائی اور خود ان کی اپنے حق میں ہونے والی ہدایت کی دعائیں کارگر ثابت ہوئیں اور مختلف مناما ت میں ان کو بشارتیں ملیں۔ایک خواب میں ان کو مرزائی خلیفہ کا چہرہ دکھایا گیا۔جو بھیانک طور پر سیاہ فام اور فسق وفجور کی کثرت سے مسخ شدہ تھا اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو دین وایمان کی توفیق عطاء فرما کر نبی آخرالزمان ﷺ کی غلامی کا شرف بخشا۔

حافظ بشیر احمد موصوف اپنے قبول اسلام کی داستان اس طرح لکھتے ہیں:''ان خوابوں کے بعد میرے دل ودماغ سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا اور میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی کتاب زندگی کا نیا ورق الٹ کر باضابطہ اسلام قبول کرلوں۔چنانچہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مجھے اپنے ساتھ مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے یہاں لے گئے اور اس طرح ۱۹۴۰ء میں مولانا محمد الیاس صاحبؒ جیسے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوا۔اس مبارک موقع پر یہ حسن اتفاق تھا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب بھی موجود تھے۔مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد مولانا محمد الیاس صاحب اور چالیس کے قریب معتقدین نے میرے حق میں دعاء کی۔''

حافظ بشیر احمد اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کر کے افریقہ چلے گئے۔بیس سال وہاں سکونت کے بعد ۱۹۶۱ء میں مہاجر بن کر انگلینڈ آ گئے۔وہاں انہوں نے اسلامک ریویو کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔۱۹۶۴ء میں شاہ جہاں مسجد ووکنگ کے پہلے سنی امام مقرر ہوئے۔یہ مسجد برطانیہ کی سب سے پہلی مسجد تھی اور اس زمانہ میں سارے یورپ کے اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔پانچ سال تک اس مسجد کے امام رہ کر ۱۹۶۸ء میں وہ مستعفی ہوگئے۔

انجمن ہدایت الرشید کا قیام

قادیانیت اور دوسرے اسلام دشمن فتنوں سے مقابلہ کے لئے جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی جانب سے جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ مطابق مئی ۱۹۱۲ء میں انجمن ہدایت الرشید کا قیام عمل میں آیا۔یہ زمانہ وہ ہے کہ ہندوستان میں دینی ومذہبی سطح پر ایک ہنگامہ برپا تھا۔اس انجمن کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ صدر حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ اور ناظم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ کامل پوری نائب ناظم حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ مقرر کئے گئے تھے۔نیز تحریری اور اشاعتی امور کی نگرانی مولانا نور محمد خان صاحب ٹانڈوی فاضل مظاہر علوم کی تھی۔جو رد قادیانیت پر اپنے وقت کے زبردست امام اور مناظر تھے۔اس انجمن کی جانب سے وقتاً فوقتاً کتابیں، پمفلٹ اور اشتہارات شائع کر کے ان علاقوں میں بطور خاص بھیجے جاتے تھے۔جہاں پر قادیانیت اپنے کفریہ پنجے گاڑنے کی کوشش کرتی تھی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام

آج سے پندرہ سال قبل محرم الحرام ۱۴۱۵ھ مطابق جون ۱۹۹۴ء میں بطور خاص قادیانیت کے حملوں اور اس کی یلغار کو روکنے کے لئے جامعہ مظاہر علوم کی مجلس شوریٰ نے یہ شعبہ قائم کیا تھا۔ابتدائی چار سالوں میں اس شعبہ میں صرف مبلغین حضرات تھے۔جو مختلف مقامات پر جا کر وعظ وارشاد کے ذریعہ قادیانی دجل وتلبیس سے عوام کو آگاہ کرتے تھے۔بعد ازاں محرم الحرام ۱۴۱۹ھ (مئی ۱۹۹۸ء) سے باضابطہ طور پر جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں شعبہ تعلیم وتدریب قائم ہوا۔اب اس شعبہ کے ذریعہ مختلف مدارس عربیہ کے فارغین حضرات کو مختلف امتیازی

حیثیتوں سے منتخب کر کے تحریری وتقریری طور پر جماعت قادیانی کی تردید کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

اس مقصد کے لئے اس شعبہ کا اپنا ایک جامع دستور اور ایک سالہ نصاب ہے اور کئی ہزار کتابوں پر مشتمل اپنی لائبریری ہے۔ جس کے ذریعہ ان منتخب شدہ افراد کو قادیانیت، اس کے کفریہ خدوخال اور اس کے تاریخی وسیاسی پس منظر کا پورا مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ اس دس سالہ عرصہ میں شعبۂ تعلیم وتدریب سے تینتیس علماء وفضلاء نے ردقادیانیت پر اپنا ایک سالہ کورس مکمل کیا۔ ان علماء وفضلاء کا تعلق درج ذیل صوبوں سے ہے:

☆......صوبہ یوپی سے پانچ علماء۔☆......صوبہ بہار سے تیرہ علماء۔☆......صوبہ تمل ناڈ سے ایک عالم۔☆......صوبہ بنگال سے چھ علماء۔☆......صوبہ گجرات سے چار علماء۔☆......صوبہ راجستھان سے ایک عالم۔ ☆......صوبہ آندھرا پردیش سے ایک عالم۔☆......صوبہ کشمیر سے ایک عالم۔☆......صوبہ جھارکھنڈ سے ایک عالم۔

شعبہ تعلیم وتدریب میں ہر سال چھ طلبہ کا داخلہ لے کر ان کو پورے سال ردقادیانیت پر اہم اور بنیادی کتابوں کا تقریری وتحریری طور پر مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ ایسے تمام طلبہ کو قیام وطعام اور کتابوں کی جملہ سہولیات کے ساتھ ساتھ نقد پانچ سو روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس شعبہ کے لئے ایک سہ ماہی کورس بھی مرتب کیا گیا ہے۔ تاکہ جو حضرات ایک سالہ مکمل تعلیم حاصل نہ کر سکیں وہ اس سہ ماہی کورس سے فائدہ اٹھائیں۔ سہ ماہی کورس کرنے والوں کو جملہ سہولیات کے ساتھ ایک ہزار روپے ماہوار وظیفہ منجانب مدرسہ دیا جاتا ہے۔

اس شعبہ میں ذمہ دارانہ طور پر خدمات انجام دینے کے لئے باقاعدہ طور پر دو استاذ مولانا محمد اکرم صاحب اور مولانا محمد راشد صاحب گورکھپوری متعین ہیں۔ یہ دونوں اساتذہ قادیانیت کے موضوع پر ملک بھر میں منعقد ہونے والے اجلاس اور پروگراموں میں بھی شریک ہوتے ہیں اور اس موضوع پر مؤثر اور مفید تقریروں کے ذریعہ عوام کو قادیانیت کے کفر وضلال سے آگاہ بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ردقادیانیت کے سلسلہ میں جامعہ مظاہر علوم کی جانب سے گذشتہ تین سالوں میں درج ذیل مقامات پر اس شعبہ کے حضرات اساتذہ تشریف لے جاکر احقاق حق کا فریضہ انجام دے چکے ہیں۔

☆......کرنال۔☆......چیند کروکیشتر۔☆......پانی پت۔☆......چھد بنا۔☆......کھاتہ کھیڑی۔
☆......سہ روزہ تربیتی کیمپ وتحفظ ختم نبوت اڑیسہ۔☆......سہ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ وکانفرنس جھارکھنڈ۔
☆......جلسہ تحفظ ختم نبوت بنگال۔☆......جلسہ ختم نبوت عبداللہ کالونی سہارنپور۔☆......جلسہ سیرت النبی ہنواڑہ ضلع گڈا جھارکھنڈ۔☆......یک روزہ تربیتی کیمپ دہرہ دون۔☆......سہ روزہ تربیتی کیمپ احمد آباد گجرات۔

اس اجلاس میں شعبہ کی جانب سے شائع شدہ لٹریچر ان کو مفت فراہم کیا جاتا ہے تاکہ ائمہ حضرات اپنے اپنے علاقوں کے مسلم عوام کو ختم نبوت کی اہمیت دلائل کی روشنی میں بتلاسکیں اور سمجھا سکیں۔ اس سلسلہ کا دوسرا اجلاس ۹؍رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۴؍جولائی ۲۰۰۸ء بروز پیر، بمقام جامعہ مظاہر علوم زکریا منزل پر اللہ کے فضل وکرم سے منعقد ہوا۔

’’اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه‘‘

مسیلمہ ہند!

حق نواز

تاریخ گواہ اور زمانہ شاہد ہے کہ اسلام کی ابتداء ہی سے کفر کی یہ آرزو و خواہش رہی ہے کہ: ’’روح محمد‘‘ کو قلب مسلم سے سلب کرلیا جائے۔ کیونکہ حب مصطفی ﷺ ہی وہ جوہر نایاب ہے جو اہل ایمان کو ہر سطح و نہج پر باطل سے نبرد آزما اور برسرپیکار رکھتا ہے۔ باطل نے اپنے اسی مقصد کے حصول کی خاطر کبھی بھی اسلام پر کسی بھی حملے سے دریغ نہیں کیا۔ اس نے اپنے ترکش کے تیروں سے ہمیشہ جسد اسلام کو چھلنی اور لہولہان کیا۔ مگر ان تیروں میں سے قادیانیت اپنی نوعیت کا منفرد اور مہلک ترین تیر ہے۔ ارتداد کے زہر میں بجھا ہوا یہ تیر فرنگی نے ملت اسلامیہ کے شکستہ بدن سے پار کیا۔ جس کے کرب واذیت سے ملت اسلامیہ بری طرح تڑپ اٹھی۔ کمین گاہ افرنگ کی طرف سے آنے والا یہ مرتد اعظم ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ لعنۃ اللہ علیہ کی صورت میں تھا۔

مرزا قادیانی انگلستان کی پنیری سے تیار کردہ زقوم کا ایسا درخت تھا جو ملت اسلامیہ کے حلق کا کانٹا تھا۔ جسے یہود و نصاریٰ اور مشرکین وملحدین نے اپنی کفریہ سنگینوں کی باڑ لگا کر پالا تھا۔ اس کی منافقت زدہ جڑوں کو اسلام دشمنی کا اتنا زہریلا پانی دیا گیا کہ اس کے زہریلے سائے تلے سے جو بھی گزرا وہ ارتداد کی بدسموم سے بھسم ہوکر صحت ایمانی سے محروم ہوگیا۔

پہلے پہل مرزا قادیانی سیالکوٹ کی ایک کچہری میں پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پر بطور منشی ملازمت کرتا تھا۔ مگر اسی معمولی تنخواہ پر عیاش قادیانی کی دال روٹی تک نہ چلتی تھی۔ چوری کرنا بچپن سے عادت تھی۔ جب کہ یہاں گزراوقات کے لئے رشوت خوری تک ہی رسائی تھی۔ یوں شروع ہی سے مرزا قادیانی کی فطرت وسرشت حرام خوری سے اٹی پڑی تھی۔ اپنوں سے غداری اور غیروں سے وفاداری اسے وراثت میں ملی تھی۔ ان ہی رذائل خبیثہ کے پیش نظر سرکار انگلش نے بناسپتی نبوت کے لئے مرزا قادیانی کا انتخاب لاجواب کیا اور اس کفریہ مشن کی تکمیل کی خاطر مرزا قادیانی کو کچہری سے فارغ کر کے اس کی جھولی سیم وزر سے مالا مال کر کے واپس قادیان روانہ کردیا۔

چنانچہ کچھ ہی عرصے بعد مرزا قادیانی مناظر اسلام کی حیثیت سے ہندوؤں اور عیسائیوں کو دعوت مبارزت دینے لگا۔ اسلام کی حقانیت پر لمبے لیکچر دیتا۔ اس کا اصل مقصود نمود ونمائش تھا۔ حقیقت سے ابھی تک سب بے خبر تھے۔ کفر وارتداد پر مبنی تصانیف کا آغاز ہوگیا اور پھر شیطانی الہامات کی بارش ہوئی۔ چنانچہ مرزا پیغمبر قادیان درحقیقت چیلۂ شیطان بن گیا۔

ذہن کے بنجر، دل کے پتھر، کوڑھ دماغ مرزا نے دل کے کالے اور رنگ کے گورے انگریز کی حکومت کے استحکام کی خاطر وہ شرمناک تحریریں لکھیں کہ جسے پڑھ کر لحم خنزیر کھانے والا اور ام الخبائث پینے والا جھوٹی نبوت کا موجد انگریز خود شرم سے پانی پانی ہوگیا۔

اسلام اور ملت اسلامیہ کے غدار یہود و نصاریٰ کے پالتو اور ابودغال کے معنوی فرزند مرزا قادیانی نے

خربوزے جتنا اپنا پھٹا ہوا کفریہ منہ کھول کر لچر وآوارہ پلید ونجس زبان سے جہاد کی حرمت کا اعلان کیا۔ جب کہ دوسری طرف جھوٹی نبوت کے چھکڑے کو چلانے کے لئے حکومت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ کفریہ تبلیغ اور ارتداد کا طوق پہننے والوں پر گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے انعام واکرام کی موسلا دھار بارش ہوتی۔

مسیلمہ ہند کے دامن ارتداد میں پناہ لینے والوں کو جائیداد و بنگلہ عنایت کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ عہدے پر جلوہ گر کر کے اونچے کفریہ گھرانوں میں شادی کر دی جاتی۔ وہ گھرانے جہاں سالہا سال غربت وافلاس نے ڈیرے ڈالے ہوتے تھے اور وہ جنہیں سر چھپانے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ گروہ قادیانیت میں شمولیت کے بعد غربت ان کے درودیوار سے ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ انہیں جاگیروں سے نوازا گیا۔ انہیں مربعوں کے مربعے زمینیں دی گئیں۔

یوں مرزا قادیانی نے مخلوق خدا کو زر، زن اور زمین کی لالچ دے کر راہ راست سے بھٹکا اور بہکا کر ملت اسلامیہ کے جسم پر ارتدادی کلہاڑے کا وار کیا۔ سرکاری مراعات اور عنایات کا ابر کرم جب مرزا قادیانی پر برابر چھایا رہا تو عوام کا جھکاؤ کچھ زیادہ ہی اس طرف ہو گیا تو مرزا قادیانی پھولے نہ سمایا اب اس کی پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں تھا۔

ان ہی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے اپنے کفریہ دین، جھوٹی نبوت اور دجالی امت کی بنیاد پختہ کر لی۔ ورنہ قادیان کی گندی نالی کے کنارے رینگنے والے اس کرم غلاظت، مرقع کذب وحماقت اور باطل پرستی کے اس بدنما ملغوبے میں کوئی جاذبیت تھی نہ کردار میں کوئی کمال۔ دعوت میں خاص کشش تھی نہ گفتار میں کوئی کلمہ خیر۔ مگر حقائق سے بے خبر بدنصیب لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر کے اپنی قبر عاقبت برباد کر ڈالی۔

مرزا قادیانی نے اپنی حیات کفریہ میں استحکام کفر اور رضاء شیطان کے حصول کی خاطر علم ومعلومات سے دور، زبان واسلوب سے خالی موضوع وحاصل سے لاتعلق اور عقل ودین سے بے بہرہ (۸۲) بیاسی کتابیں لکھیں۔ جن میں اس نے دعوئ نبوت کے ساتھ ساتھ مجدد وقت مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ بھی آ لایا۔ اس کی کتابیں پڑھنا، مطالعے کی توہین، وقت کا ضیاع، آنکھوں کا گناہ اور دماغ کی بے جا کھپت جب کہ اس کے دعوے بکواسات، تحریریں خرافات اور باتیں ہفوات سے زیادہ کچھ نہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قادیانیوں کے چند عقائد کا تذکرہ ہو جائے۔ لیکن درحقیقت ان کفریہ الفاظ کو تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپتا ہے۔ بازو پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔ آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ قلب وجگر زخمی ہوتے ہیں اور روح تڑپتی ہے۔ لیکن دوسری طرف وقت پکار پکار کر صدا دیتا ہے کہ نبی آخرالزمان ﷺ محبوب خدا سے محبت وعقیدت، وارفتگی وشیفتگی، گرویدگی ووالہانہ پن۔ جیسا جذباتی تعلق اور دیوانگی کی حد تک وابستگی رکھنے والے دیوانوں اور پروانوں کو ببانگ دہل یہ بتا دو کہ سرور کونین ﷺ کی عزت وعصمت، قدر ومنزلت، رفعت ومنقبت اور تقدس ناموس رسالت پر قادیانی گدھیں کس طرح حملہ آور ہو رہی ہیں۔

بغض وعناد کے زہر میں بجھے ہوئے نفرت ودشمنی والے ان کے زہریلے قلم، کالی کملی والے آقا کی ارفع

واعلیٰ بلند و بالا شان میں کیا گیا۔ گستاخیاں کررہے ہیں۔ لہٰذا ذہن وضمیر پر بوجھ گراں محسوس کرتے ہوئے دل آزار اور روح فرسا تحریریں نقل کی جاتی ہیں۔ جن کے ہر ہر حرف سے کفر وارتداد کا طوفان اور زندقہ اور الحاد کی آندھیاں اٹھتی ہیں۔ نقل کفر، کفر نہ باشد ملاحظہ ہوں۔

مرزا قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے۔ (نعوذ باللہ) نبی اکرم مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائے۔ (نعوذ باللہ) مرزا قادیانی کے ساتھی صحابہ گھر والے اہل بیت اور بیٹی سیدۃ النساء جب کہ بیوی ام المؤمنین ہے۔ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی پر دوبارہ قرآن خدا نے قادیان کے قریب نازل کیا۔ (نعوذ باللہ) اب جہاد حرام قرار دیا گیا ہے جو جہاد کرتا ہے وہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا چور قزاق اور حرامی ہے۔ (نعوذ باللہ) کلمہ طیبہ میں محمد سے مراد اب محمد عربی نہیں۔ بلکہ محمد عجمی مرزا قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ) جو لوگ مرزا قادیانی کو نہیں مانتے وہ حرامی اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اس لئے کہ مرزا قادیانی اپنی کتاب دافع البلاء میں لکھتا ہے کہ: ’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔‘‘

مسیلمہ کذاب کے ترجمان واسود عنسی کے نشان دجال قادیان اپنی بناسپتی نبوت کی دکان چمکانے کی خاطر رب العالمین کا لحاظ کیا نہ رحمت للعالمین ﷺ کا پاس کیا اور اسی پر اکتفاء نہ کیا۔ بلکہ انبیائے کرام پر سب وشتم توڑے۔ قرآن پر نشتر چلائے۔ احادیث کو ارتدادی قینچی سے تارتار کیا۔ صحابہ کرامؓ پر زبان طعن درازکی۔ درود شریف کی حرمت کو روندا اور اولیائے کرام اور مشائخ عظام کی تابندہ ہستیوں پر کیچڑ اچھال کر ان کی عزتوں کو پامال کیا۔

مسیلمہ ہند انتہائی فاتر العقل اور مخبوط الحواس شخص تھا۔ جو کفر اور تداد کی ہر جہت سے لاثانی، معصیت کے ہر زاویہ گناہ سے منفرد، دجل وفریب میں امام عصر، دھوکہ وفراڈ میں عدیم النظیر اور کذب وافتراء میں زندیق الزمان تھا۔ اس بدصورت، وبدفطرت، بدکلام، فتنے منہ شخص کے سارے وجود میں برائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس بددماغ، بدگفتار وبدکردار شخص کے پیکر میں شیطان زمین پر چل پھر کر انسانیت کی فصل روندتا رہا۔

برطانوی سامراج کو اللہ ذوالجلال کا سایہ عاطفت اور اس کی اطاعت کو مذہبی فریضہ جب کہ مخالفت کو نمک حرامی اور دین اسلام سے انحراف قرار دینے والا ملکہ وکٹوریہ کا یہ چیلہ مرزا قادیانی ہیضے کی تابناک مرض میں مبتلا ہو کر ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور کی ایک بلڈنگ کے غلاظت خانے میں اوندھے منہ گرا اور لعنتوں کا طوق پہنے ذلت ورسوائی کی گٹھڑی اٹھائے اپنی نحوستوں، نجاستوں، خباثتوں اور غلاظتوں سمیت ختم نبوت کا یہ ڈاکو دار فانی سے سوئے جہنم روانہ ہو گیا۔

مگر یہ ستون کفر، ابلیس کا لاڈلا بیٹا، ملکہ وکٹوریہ کا چہیتا بھائی، نبی فرنگ، دوزخ میں ٹرانسفر ہونے سے قبل فرش خاکی پر مرتدوں اور زندیقوں کی ایک جماعت تیار کر کے چھوڑ گیا۔ جو آج بھی اس قبیح دھندے میں مصروف ہیں۔

قادیانی تحریک مذہب کے لبادے میں ایک سیاسی تحریک ہے جو اسلام کے خلاف گھناؤنی سازش ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سماجی لطیفہ، علمی حادثہ، مذہبی سانحہ، قومی المیہ اور ایسا عالمی فتنہ ہے جو کہ شرافت کے چہرے پر طمانچہ،

فکر کے دامن پر داغ، علم کے ماتھے پر کالک، انسانیت کے سر پر بوجھ اور دین کے نام پر دھبہ ہے۔ جس کی اسلام دشمنی وپاکستان دشمنی کو سپرد قرطاس کیا جائے تو ان کالے کرتوتوں کی سیاہی سے سات سمندر سیاہ ہو جائیں اور آسمان وزمین کے درمیان کالی گھٹائیں چھا جائیں۔ سرخ آندھیاں چلیں اور منہ زور طوفان اٹھیں اور اس حزب الشیطان کی سانپ نما شریانوں میں توہین اسلام کا فاسد خون ہے۔ جس کی بناء پر وہ ملک وملت کے لئے سرطان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

محققین اور مؤرخین نے بیسویں صدی کا سب سے بڑا کذاب مرزا قادیانی کو قرار دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر برصغیر پاک وہند کی تحقیر، توہین اور تضحیک اور کیا ہوگی؟ حالانکہ اس مردم خیز خطے کی شان ہی نرالی ہے کہ محمد بن قاسمؒ کا قافلہ یہاں اترا۔ دوہزاری کے افق پر شیخ احمد سرہندیؒ مجدد بن کر یہاں طلوع ہوئے۔ خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ نے اسی علم افروز خطے پر جنم لیا اور حضرت معین الدین چشتیؒ بھی اسی خطے میں اسلام کے علمبردار بن کر آئے۔

قانون قدرت ہے کہ جب بھی کذب ودجل کا فرعون پیدا ہوا تو علم وفضل کے موسیٰ فوراً اس کے تعاقب میں لگ گئے۔ چنانچہ مسلمانوں کا ایک طبقہ مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت سے قبل ہی مخدوش انسان تصور کرتا تھا۔ مگر جب خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان کے مکانوں پر چراغاں، سڑکوں پر رقص اور بازاروں میں مٹھائیاں تقسیم ہوئیں۔ ہندوستان میں تحریک شاتمت رسول ﷺ نے سر اٹھایا اور اس شیطانی فرقے نے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ کے بیج بوئے اور نفرت کی دیواریں کھڑی کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تو امت مسلمہ غفلت کی گہری نیند سے بیدار ہوئی اور سر بکف ہو کر میدان کارزار میں کود پڑی۔

علماء نے دلائل کے گرزوں سے قادیانیت کا بت پاش پاش کیا۔ خطباء نے خطابت کے زور پر سارقان نبوت کے خلاف مسلمانوں کے تن بدن، قلب وجگر میں آگ لگادی۔ ادباء نے اپنی فولادی قلموں کو بندوقیں بنا کر شعلوں کی وہ بارش کی کہ قادیانیت کا منافقت زدہ لباس جل گیا اور کفر یہ جسم عیاں ہو گیا۔ شعراء نے اپنی شاعری کی حق گوئی اور بیباکی کے کوڑوں سے انگریزی نبوت کی درگت بنائی۔ مناظر، میں میدان مبارزت میں عصائے موسیٰ بن کر قادیانی سانپوں کو تگنی کا ناچ نچایا۔

ختم نبوت کے دیوانے تحفظ ختم نبوت کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر لے کر کچھ یوں پھرتے تھے۔ ان ظالموں کی تلواریں ششدر، بندوقیں حیران تھیں۔ جب کہ خنجر تھر تھر کانپتے تھے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے بناسپتی نبوت کے منحوس لاشے کو گلیوں اور بازاروں میں گھسیٹ کر اس کے وجود نامسعود کو ناقابل برداشت گالی بنانے میں کچھ ایسا کردار ادا کیا کہ جنگ یمامہ کے شہداء اور غازیوں کی یاد تازہ ہوگئی۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس فتنے کے خلاف پرزور آواز اٹھائی تو عاشقان مصطفیٰ سارقان نبوت پر جھپٹ پڑے۔ انہوں نے اپنی کڑیل جوانی کا خون دے کر چراغ ختم نبوت کو روشن کیا۔ دیوانوں نے اپنی لاشوں کے کشتوں کے پشتے لگا کر بند تو باندھا مگر نوخیز نسل کو دریائے ارتداد کی نذر ہونے سے بچالیا۔ پروانوں نے کالی سڑکوں پر اپنے خون سے ختم نبوت زندہ باد تحریر کیا۔ فدائیوں نے جابر حکمرانوں کے ایوانوں میں لانبی بعدی کے نعرے بلند کر کے ربوہ اور قادیان میں زلزلے بپا کر دیئے۔ تحریک

۱۹۵۳ء میں دس ہزار عشق رسول ﷺ کے مہکتے گلاب غیرت رسول کے روشن چراغ اور فنافی الرسول کے انمٹ نشان ختم نبوت پر نچھاور ہوکر دار فانی سے حیات جاودانی پا گئے۔ اس تحریک کو قادیانی نواز حکومت نے طاقت کے بل بوتے پر کچل کر شہید کر دیا۔

نتیجتاً قادیانیوں کی اس سے حد درجہ حوصلہ افزائی ہوئی اور وہ خوشی کے مارے کپڑوں سے باہر آنے لگے اور وطن عزیز پر حکومت کے سہانے خواب دیکھنے لگے اور ساتھ ساتھ عملی طور پر قلب پاکستان میں اپنے خونریز پنجے گاڑنے لگے۔ جن کی اذیت سے نظریہ پاکستان کا خون ٹپکنے لگا۔

قرارداد پاکستان ہچکیاں لینے لگی۔ پرچم پاکستان سسکیاں لینے لگا۔ مینار پاکستان گریہ وزاری کرنے لگا۔ ارض وطن خون کے آنسو رونے لگی۔ ادھر قادیانی کرامت ظہور پذیر ہوئی اور سقوط ڈھاکہ کا سانحہ پیش آیا۔ جس پر ربوہ میں رقص ہوئے۔ حلوے کی دیگیں پکیں۔ باہم مبارک بادوں کا تبادلہ ہوا اور قادیانیوں نے جشن عام منا کر اپنی غداری کا کھلا ثبوت مہیا کیا۔ جب کہ دوسری طرف پاکستان کی تینوں افواج کے سربراہان قادیانی ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر کلیدی آسامیوں پر بھی قادیانی سانپ پھن پھلائے بیٹھے تھے کہ ایک دم حالات نے کروٹ بدلی اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا آغاز ہوا۔ اس دفعہ بھی فتنہ شیطانیت نے تحریک کے آگے بند باندھنے کی ناپاک جسارت کی مگر ایمانی جذبات کے سیلاب کے آگے کفر وارتداد کا بند خس وخاشاک کی طرح بہ گیا اور ۷ رستمبر کا مبارک دن آ پہنچا۔ اس دن قادیانی کسی مولوی کی تقریر، مفتی کے فتوے کے مطابق نہیں بلکہ پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے سے کافر قرار پائے۔

قادیانیوں نے آج تک اس فیصلے کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آج بھی ہمارے معاشرے میں بڑے امن وسکون اور چین واطمینان سے کفر کی تبلیغ اور شان رسالت میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ خدا کا قرآن گواہ ہے کہ جتنی قوموں پر قہر خداوندی آیا وہ صرف بوجہ گستاخی رسول کے آیا۔ ورنہ کفر وشرک ہر دور میں رہا۔

نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی مگر عذاب نہ آیا۔ اتمام حجت کی خاطر خدا نے کسی قوم کی طرف جب اپنے فرستادہ کو بھیجا اور گستاخ قوموں نے حلقہ ادب سے ماورا ہوکر مرسلین کو ستایا تو وہ قومیں صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہوگئیں۔ اس سے پہلے کہ خاتم النبیین ﷺ کی شان میں گستاخیاں دیکھ کر رب محمد ﷺ خود انتقام لے۔ اللہ عزوجل کی غیرت وغصہ جلال میں آجائے۔

اے مسلمان اٹھ ناموس رسول ﷺ کی خاطر سربکف ہوجا، نفس کی غلامی کی زنجیریں کاٹ دے، بے غیرتی اور بے حسی کی قباء کو تارتار کر۔ پھر جہاد کا علم لہرا کر جذبہ شہادت لے کر طوفان کی صورت چل۔ سیلاب کی صورت چل۔ قادیانیت کا تعاقب کر کے اسلام کے خلاف اٹھنے والی شورش کا قلع قمع کر۔ باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر۔ کفر کو صفحہ ہستی سے مٹا اور یہ اعلان کرتا جا۔

لکھتا ہوں خون دل سے یہ الفاظ احمریں
بعد از رسول ہاشمی ﷺ کوئی نبی نہیں

غازی محمد مالک شہیدؒ!

محمد متین خالد

یہ بازی عشق کی بازی ہے، تم کتنی بازی ہارو گے
ہر گھر سے مالک نکلے گا، تم کتنے مالک مارو گے

شہید تحفظ ناموس رسالت ﷺ

۲۲ سالہ نوجوان کی روداد عشق و وفا جسے پولیس کی سرپرستی میں گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں نے تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں شہید کر دیا۔

آواز دو انصاف کو، انصاف کہاں ہے؟

وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا: ’’جناب ڈی ایس پی صاحب! میں نے جن قادیانی ملزمان کے خلاف توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ درج کروایا ہے، ۳ ماہ ہو چکے ہیں۔ دانستہ طور پر انہیں گرفتار نہیں کیا جارہا۔ کیونکہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اے۔ ایس۔ آئی رانا منور حسین اور ایس۔ ایچ۔ او، رضا کار حسین شاہ نے ملزمان سے ۳ لاکھ روپے رشوت لے لی ہے۔ ان پولیس افسران کی سرپرستی کی وجہ سے قادیانی ملزمان بے خوف ہو کر مسلح دندناتے پھر رہے ہیں۔ وہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو اس کی ذمہ داری انہی پولیس افسران پر ہوگی۔‘‘ یہ ہیں وہ الفاظ جو شہید تحفظ ناموس رسالت ﷺ غازی محمد مالک شہیدؒ نے اپنی شہادت سے چند روز پہلے پولیس اور معززین شہر کی موجودگی میں کہے۔

۲۲ سالہ غازی محمد مالک شہیدؒ ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں چک نمبر ۴ گ۔ ب کا رہنے والا تھا۔ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند اور شریعت پر کاربند تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت وعقیدت اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے نفرت وحقارت اس کی رگ رگ اور نس نس میں جاگزیں تھی۔ جون ۲۰۰۸ء میں غازی محمد مالک شہیدؒ اور اس کے ساتھیوں نے تحفظ ختم نبوت پر مشتمل اشتہارات اور مولانا احمد رضا خان بریلوی کا مرزائی اور مرزائی نوازوں سے مکمل بائیکاٹ کا فتویٰ (جن پر قرآنی آیات اور درود شریف لکھا ہوا تھا) گاؤں کی مختلف جگہوں پر آویزاں کئے۔ گاؤں کے مرزائیوں نے دن دہاڑے ان تمام اشتہارات اور فتویٰ کو نہ صرف پھاڑ دیا۔ بلکہ انہیں اپنے پاؤں تلے روندا اور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے۔ قادیانیوں کی اس ناپاک جسارت پر علاقہ بھر میں اشتعال پھیل گیا۔ قریب تھا کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار عہدیداروں کی بصیرت اور حکمت عملی سے حالات پر قابو پالیا گیا۔ فوری طور پر انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا۔ جنہوں نے واقعہ کی ابتدائی تصدیق کے بعد ملزمان کے خلاف پرچہ درج کرنے کا حکم دیا۔ علاقہ کے ایس۔ ایچ۔ او، رضا کار حسین شاہ شروع میں قادیانیوں کے خلاف پرچہ درج کرنے سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے رہے۔ تاہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران کے پرزور احتجاج پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/C کے تحت ۲۰ رجون ۲۰۰۸ء کو ملزمان کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر

نمبر351/08 درج کی گئی۔ اس ایف۔آئی۔آر کا مدعی غازی محمد مالک شہیدؒ تھا۔ ایف۔آئی۔آر کے مطابق گاؤں کے سرکردہ قادیانیوں ڈاکٹر اصغر، خالد، ندیم، راشد، ظفر اور اقبال نے آتشیں اسلحہ سے مسلح ہوکر دیواروں پر چسپاں مقدس اشتہارات کی بے حرمتی کرتے ہوئے نہ صرف انہیں پھاڑ ڈالا۔ بلکہ انہیں اپنے پاؤں تلے روندا۔ ملزمان نے نبی کریم ﷺ کے خلاف نازیبا، غلیظ اور توہین آمیز زبان استعمال کی۔ انہوں نے کہا کہ مرزاغلام احمد قادیانی آخری نبی ہے۔ اس کے آنے کے بعد عقیدہ ختم نبوت کی حیثیت یکسر ختم ہوچکی ہے۔ مرزا قادیانی کے بعد ہم کسی اور کو آخری نبی نہیں مانتے۔ انہوں نے آتشین اسلحہ لہرا کر دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اب اگر کسی نے ایسے اشتہارات لگائے یا ختم نبوت کی تبلیغ کی تو اسے جان سے ماردیا جائے گا۔ ایس۔ایچ۔او، رضا کار حسین شاہ نے اس کیس کی تفتیش اور عدالت میں چالان پیش کرنے کی ذمہ داری اے۔ایس۔آئی رانا منور حسین کے سپرد کی۔ قادیانی ملزمان کے خلاف ایف۔آئی۔آر کے اندراج کے بعد پولیس نے صرف ایک ملزم ڈاکٹر اصغر کو گرفتار کیا۔ جب کہ دیگر ملزمان کو گاؤں میں موجود ہونے کے باوجود تاحال گرفتار نہیں کیا جارہا۔ اسی دوران دونوں پولیس افسران نے ملزمان سے کیس ختم کرنے کے عوض ۵ لاکھ روپے رشوت طلب کی۔ بحث وتمحیص کے بعد پولیس اور ملزمان کے مابین ۳ لاکھ روپے میں معاملہ طے پاگیا۔ چنانچہ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہونے کے باوجود انہیں گرفتار نہ کیا گیا۔ بلکہ عدالت سے انہیں اپنی عبوری ضمانتیں کروانے کا پورا پورا موقع فراہم کیا گیا۔ ملزمان کو یقین دلایا گیا تھا کہ تفتیش میں انہیں بے گناہ قرار دے کر مقدمہ خارج کردیا جائے گا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ختم نبوت کے عہدیداران کی موجودگی میں جناب اکبر اقبال شاہ ڈی۔ایس۔پی نے متعلقہ پولیس افسران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ''جو شخص اس کیس میں رشوت لے گا وہ اپنی ماں بہن کے دھندے کی کمائی کھائے گا۔'' اس پر دونوں پولیس افسران کا رنگ فق ہوگیا۔

یادرہے کہ DPO ننکانہ صاحب جناب اکبر ناصر خاں نے کیس کی اہمیت کے پیش نظر تین رکنی تفتیشی ٹیم تشکیل دی تھی۔ جس میں ڈی۔ایس۔پی اکبر اقبال شاہ، ایس۔ایچ۔او تھانہ صدر رضا کار حسین شاہ اور اے۔ایس۔آئی رانا منور حسین شامل تھے۔ تفتیشی ٹیم نے تین ماہ تک اس کیس کو بلاوجہ لٹکائے رکھا۔ اس اہم مقدمہ کی بابت تفتیشی ٹیم کی عدم دلچسپی کی انتہا یہ ہے کہ عدالت نے کیس کی نوعیت کی وجہ سے کئی بار تفتیشی افسر رانا منور حسین کو طلب کیا کہ کیس کی تفتیش مکمل کر کے عدالت میں چالان پیش کریں۔ لیکن وہ پیش نہ ہوا۔ چونکہ ملزمان نے ۱۰ ستمبر تک اپنی عبوری ضمانتیں کروارکھی تھیں۔ ضابطے کے مطابق مقررہ تاریخ کو تفتیشی افسر عدالت میں پیش ہوکر قانونی ریکارڈ پیش کرتا اور عدالت کو مقدمہ کی تفتیش اور پیشرفت سے آگاہ کرتا ہے۔ مگر رانا منور حسین ۱۰ ستمبر کو بھی عدالت میں پیش نہ ہوا۔ بلکہ ایک عدالتی اہلکار کو نامکمل ریکارڈ دے کر چلا گیا۔ اس موقع پر ملزمان کے وکیل نے ڈرامائی طور پر ضمانتوں کی درخواست واپس لے لی اور ملزمان پولیس کی موجودگی میں عدالت سے فرار ہوگئے۔ اس واقعہ پر خوف وبے یقینی کے خدشات جنم لینے لگے۔ اس صورتحال کے بعد ختم نبوت کے عہدیداران کے ایک وفد جس میں مہر محمد اسلم ناصر، حاجی عبدالحمید رحمانی، ملک لیاقت علی کھچی ایڈووکیٹ، چوہدری محمد ارشد ایڈووکیٹ، محمد اکرم ناز، شوکت علی شاہد

وغیرہ نے فوری طور پر ڈی۔ پی۔ او ننکانہ صاحب جناب اکبر ناصر خان سے ملاقات کر کے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ جس پر انہوں نے ڈی۔ ایس۔ پی اکبر اقبال خان کو ہدایت کی کہ اس کیس کی تفتیش فوری طور پر دو دن میں مکمل کی جائے۔ اسی روز ڈی۔ ایس۔ پی نے مدعی پارٹی کو تھانہ بلایا۔ مدعی مقدمہ سمیت ۵۰ کے قریب معززین علاقہ تھانہ میں پیش ہوئے۔ اس موقع پر مدعی مقدمہ محمد مالک نے سب لوگوں کے سامنے ڈی۔ ایس۔ پی سے کہا:

''جناب ڈی۔ ایس۔ پی صاحب! میں نے جن قادیانی ملزمان کے خلاف توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ درج کروایا ہے۔ ۳ ماہ ہو چکے ہیں۔ جان بوجھ کر انہیں گرفتار نہیں کیا جارہا۔ کیونکہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اے۔ ایس۔ آئی رانا منور حسین اور ایس۔ ایچ۔ او، رضا کار حسین شاہ نے ملزمان سے ۳ لاکھ روپے رشوت لے لی ہے۔ ان پولیس افسران کی سرپرستی کی وجہ سے قادیانی ملزمان بے خوف ہوکر مسلح دندناتے پھر رہے ہیں۔ وہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو اس کی ذمہ داری انہی پولیس افسران پر ہوگی۔''

اس دوران ملزمان کی طرف سے مدعی مقدمہ غازی مالک شہیدؒ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں ملتی رہیں۔ لیکن اس نے بڑی جرأت واستقامت کے ساتھ مقدمہ کی پیروی جاری رکھی۔ اس عرصہ کے دوران تفتیشی افسر نے غازی محمد مالک شہیدؒ کو کئی دفعہ اپنے پاس طلب کیا اور مختلف حیلے بہانوں سے اس پر دباؤ ڈالا کہ وہ قادیانیوں کے خلاف پرچہ سے دستبردار ہو جائے۔ کبھی کہا گیا کہ قادیانیوں نے ۱۲ اشٹام جمع کروائے ہیں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ اس پر محمد مالک نے کہا کہ وہ واقعہ کے عینی شاہدین اور معززین علاقہ کی طرف سے حلفیہ بیان پر مشتمل درجنوں اشٹام جمع کروانے کو تیار ہے کہ ایف۔ آئی۔ آر میں درج تمام حالت وواقعات ۱۰۰ فیصد درست ہیں۔ کبھی کہا گیا کہ قادیانی تمہیں کچھ بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس پر محمد مالک نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کی خاطر اگر جان بھی چلی جائے تو یہ میری سعادت اور خوش بختی ہوگی۔ کبھی کہا گیا کہ تم علاقہ میں تفرقہ بازی پھیلا رہے ہو۔ اس پر محمد مالک نے کہا کہ اگر میں تفرقہ بازی پھیلا رہا ہوتا تو قادیانیوں کی اس گستاخانہ جسارت پر مسلمانوں کو اشتعال دلا کر ان کی عبادت گاہ کو نقصان پہنچاتا۔ قادیانیوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا۔ قادیانیوں پر حملہ کر کے انہیں عبرتناک سزا دیتا۔ لیکن میں نے ایک ذمہ دار پاکستانی کی حیثیت سے قانون کا احترام کرتے ہوئے قانونی راستہ اختیار کیا۔ مدعی مقدمہ غازی محمد مالک شہیدؒ کی ان کھری کھری باتوں کا پولیس افسران پر کچھ اثر نہ ہوا۔ انہوں نے اپنی روایتی سستی، نااہلی، کرپشن اور اپنے فرائض سے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملزمان کے خلاف عدالت میں چالان پیش نہ کیا اور ایسا سانحہ ہوگیا جس کا خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا۔

۱۱ ستمبر کو محمد مالک سارا دن ضلع کچہری میں مقدس اشتہارات پھاڑنے کے عینی شاہدین (جو چک نمبر ۴ گ۔ب کے رہائشی تھے) سے حلفیہ بیانات تیار کرواتا رہا۔ تاکہ ۱۲ ستمبر کو تفتیشی افسر کے سامنے بطور ثبوت پیش کر سکے اسی رات وہ اپنے گاؤں کی مسجد میں نماز تراویح ادا کرنے کے بعد گھر جانے کے لئے مسجد سے نکلا کہ اچانک چند گز دور بغیر نمبر پلیٹ موٹر سائیکلوں پر سوار اور آتشیں اسلحہ سے مسلح قادیانی ملزمان ندیم، رانا افتخار، راشد، عشرت شاہ اور تین نامعلوم افراد للکارے مارتے ہوئے آئے اور محمد مالک پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ شدید زخموں کی تاب نہ

لاتے ہوئے محمد مالک موقع پر ہی جاں بحق ہوگیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

اس افسوسناک واقعہ کی خبر اردگرد کے علاقوں میں جنگل کی آگ کی طرف پھیل گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران اور سینکڑوں کارکنان فوری طور پر موقع پر پہنچ گئے۔ جہاں میت کو پہلے تھانہ صدر ننکانہ صاحب لا کر پرامن احتجاج کیا گیا۔ بعدازاں میت کو پوسٹ مارٹم کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں شہریوں کی ایک کثیر تعداد دارات بھر موجود رہی۔ جناب حافظ شبیر احمد ایڈووکیٹ ان لوگوں میں شامل ہیں۔ جنہوں نے میت کو جائے وقوعہ سے اٹھایا اور پوسٹ مارٹم کے لئے ہسپتال لائے۔ ان کے ہاتھوں پر شہید کا خون لگا ہوا تھا۔ کئی گھنٹوں کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے انہوں نے اس خون کو سونگھا تو اس سے نہایت بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی۔ اس موقع پر انہوں نے وہاں موجود باقی دوستوں کو بھی اس کا مشاہدہ کرنے کی دعوت دی۔ سب نے محسوس کیا کہ واقعی شہید کے خون سے معطر خوشبو آرہی ہے۔ ۱۲ر ستمبر کو علی الصبح ننکانہ صاحب کے گردونواح کے دیہاتوں میں مساجد سے نماز جنازہ کے اعلانات کئے جاتے رہے۔ لوگ روزے کی حالت میں قافلوں کی صورت میں بسوں، ویگنوں اور ٹرالیوں کے ذریعے جنازہ گاہ پہنچ رہے تھے۔ شدید گرمی اور حبس کے باوجود ہزاروں لوگ بڑے جوش کے ساتھ گھنٹوں کھڑے رہے اور شہید محمد مالک کے آخری دیدار میں بیتابی کا اظہار کیا اور کہا کہ شہید ختم نبوت کے جنازے میں شرکت ایک اعزاز ہے اور ہم ایسے خوش نصیب کا چہرہ دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ جس نے اپنی ایمانی جرأت واستقامت اور دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت ﷺ کے لئے اپنی جان قربان کر کے تمام مسلمانوں کا سرفخر سے بلند کردیا ہے۔ اس موقع پر لوگوں کی بڑی تعداد شہید کے والد چوہدری محمد بوٹا سے بھی ہاتھ ملانے کے لئے انتہائی جوش وجذبے کا مظاہرہ کرتی رہی۔ ہر شخص محمد مالک کے عظیم کارنامہ پر اس کے والدین کو مبارکباد پیش کررہا تھا۔ شہید محمد مالک کے جنازہ سے جنت کی مہک آرہی تھی۔ ہر کسی کی خواہش تھی کہ وہ محمد مالک شہیدؒ کی چارپائی کو کندھا دے۔ اس موقع پر پولیس اور خفیہ اہل کاروں کی بھاری نفری قادیانیوں کے گھروں اور ان کی عبادت گاہ کی حفاظت کے لئے الرٹ کھڑی رہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار عہدیداروں کی وجہ سے اس جذباتی ماحول میں کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

جنازہ سے قبل حاجی عبدالحمید رحمانی صاحب نے شہید کے قدموں کو بوسہ دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ مردہ شخص نہیں بلکہ ایک زندہ شخص کا جسم ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد جب شہید کا جنازہ تدفین کے لئے اٹھایا گیا تو فضا کلمہ طیبہ کے ورد سے گونج اٹھی۔ کارکنان ختم نبوت کی طرف سے میت کے اوپر گل پاشی کی گئی۔ آہوں اور سسکیوں سے فضاء نہایت سوگوار ہوچکی تھی۔ یہ ایک ایسا ایمان پرور منظر تھا جسے کبھی نہ بھلایا جاسکے گا۔ جنازہ میں شریک ہر شخص رشک کررہا تھا کہ اسے ایسی موت نصیب ہو۔

نماز جنازہ مقامی عالم دین مولانا سید اعجاز احمد شاہ صاحب نے پڑھائی۔ ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں جب شہید کے جسد خاکی کو لحد میں اتارا گیا تو فضاء نعرہ تکبیر اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد، غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے۔ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔ ایسے جذباتی نعروں سے گونج اٹھی۔ اس موقع پر

کارکنان ختم نبوت دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ میت کو قبر میں اتارنے کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ نے شہید کے چہرے کا آخری دیدار کیا۔ شہید کے ہونٹ غیر متوقع طور پر کھلے ہوئے تھے۔ گویا وہ بھی کارکنان ختم نبوت کے نعروں کا جواب دے رہا تھا۔ بعد ازاں مہر محمد اسلم ناصر نے شہید کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں نے برف اور شہد کا ذائقہ چکھا ہے۔ تدفین کے بعد نماز جنازہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جناب محمد بدیع الزمان ایڈووکیٹ نے کہا کہ محمد مالک شہیدؒ کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ اس کی شہادت ضرور رنگ لائے گی۔ مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ نے کہا کہ ختم نبوت کا ہر کارکن مجھے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز ہے۔ ہم محمد مالک شہیدؒ کی جرأت و بہادری کو سلام پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس کیس کی مکمل نگرانی کریں گے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ جناب حاجی عبدالحمید رحمانی نے لوگوں کو صبر اور قانون کو ہاتھ میں نہ لینے کی تلقین کی۔ اس موقع پر ہر شخص کی یہ رائے تھی کہ قادیانی ملزمان کے ساتھ ساتھ تفتیشی افسران بھی اس ناحق قتل میں برابر کے شریک ہیں۔ کیونکہ اگر اس اہم کیس کی تفتیش غیر جانبدارانہ طور پر جلد مکمل ہو کر چالان عدالت میں بروقت پیش ہو جاتا تو مدعی کو انصاف کی بجائے موت کا تحفہ نہ ملتا۔ مجلس کے رہنماؤں کی تقاریر کے بعد ہزاروں کا اجتماع نہایت افسردہ ماحول میں پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔

۱۵ ستمبر کو ننکانہ صاحب بار ایسوسی ایشن کی اپیل پر تمام مقامی و ضلعی عدالتوں کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ اس موقع پر وکلاء نے ایک احتجاجی جلوس بھی نکالا۔ جس میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی اور دہشت گردی کے خلاف شدید نعرے بازی کی گئی۔ وکلاء نے کتبے بھی اٹھا رکھے تھے۔ جن پر ظالمو جواب دو، خون کا حساب دو، قادیانی دہشت گردی مردہ باد، پولیس قادیانی ملزمان کی سرپرستی بند کرے، محمد مالک تیرے خون سے انقلاب آئے گا، ایسے نعرے درج تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان کی طرف سے جلوس کے شرکاء پر جگہ جگہ گل پاشی کی گئی۔ جلوس کے اختتام پر شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے وکلاء راہنماؤں نے کہا کہ مجاہد ختم نبوت محمد مالک شہیدؒ کا بہیمانہ قتل قادیانیوں کی کھلی دہشت گردی ہے۔ قادیانیوں کو اس مقدس خون کا حساب دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ وکلاء برادری اس کیس کی مفت پیروی کرے گی اور تمام قانونی تقاضے پورے کر کے اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے گی۔

کسی بھی علاقہ میں آئین و قانون کی بالادستی قائم کرنا اور لا اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول رکھنا انتظامیہ کے فرائض منصبی میں شامل ہوتا ہے۔ انتظامیہ اگر اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں ناکام ہو جائے تو نظام حکومت تلپٹ ہو جاتا۔ اس کیس کا اہم نکتہ یہ ہے کہ جب قادیانیوں نے توہین رسالت ﷺ کا ارتکاب کیا تو پورے علاقہ میں قادیانیوں کے خلاف اشتعال پھیل گیا۔ قریب تھا کہ پورا علاقہ فسادات کی لپیٹ میں آ جاتا۔ لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماء انتہائی مشتعل مسلمانوں کو قانون ہاتھ میں نہ لینے سے مسلسل روکتے رہے۔ ان کی دوراندیشی کی وجہ سے علاقہ میں امن قائم رہا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ انتظامیہ قانون و آئین کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے ملزمان کو فوراً گرفتار کرے گی اور جلد کیس کے قانونی تقاضے پورے کرے گی۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ پولیس نے اپنی روایتی سستی، نااہلی اور کرپشن کی وجہ سے علاقہ میں امن و امان کی صورتحال ابتر کر دی۔ پھر دوسری دفعہ محمد مالک شہیدؒ

کے جنازہ کے موقع پر کارکنان ختم نبوت نہایت غم وغصہ میں تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماء اگر چاہتے تو ہزاروں لوگوں کو قادیانیوں پر حملے کا حکم دے کر ان کے گھروں اور عبادت گاہ کو تباہ وبرباد کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایک دفعہ پھر اپنے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہونے دیا اور لوگوں کو صبر وتحمل کی تلقین کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے علاقہ میں کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ رہنماؤں کو اب بھی یقین ہے کہ انتظامیہ مظلوم کی حمایت اور قانون کی بالادستی قائم کرے گی۔ لیکن افسوسناک اور قابل شرم بات یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے مقدمہ میں نامزد ملزمان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ بلکہ رافضی ایس۔ ایچ۔ او، رضا کار حسین شاہ مقتول کے وارثوں پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ قادیانیوں کے خلاف کیس واپس لے لیں۔ اس کیس میں ایک نامزد ملزم رانا افتخار کو پولیس گرفتار کرنے سے محض اس لئے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر رہی ہے کہ وہ خود کو رانا محمد حیات سابق ڈسٹرکٹ ناظم ضلع قصور اور رانا محمد اسحق ایم۔ این۔ اے کا قریبی رشتہ دار ظاہر کرتا ہے۔

اس موقع پر افسردہ دل کے ساتھ ہم ہر دلعزیز وزیراعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف (جن کی وجہ سے پنجاب میں امن وامان کی صورتحال مثالی ہے) چیف سیکرٹری پنجاب جناب جاوید محمود، آئی۔ جی پولیس جناب شوکت جاوید، ڈی۔ آئی۔ جی شیخوپورہ رینج چوہدری تنویر احمد، ڈی۔ سی۔ او ننکانہ صاحب جناب ندیم ارشاد کیانی اور ڈی۔ پی۔ او ننکانہ صاحب جناب اکبر ناصر خان سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ:

۱...... وہ اس اہم کیس کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کروا کر ملزمان کو دہشت گردی کی خصوصی عدالت سے قرار واقعی سزا دلوائیں۔

۲...... ملزمان سے ساز باز کرنے کے نتیجہ میں جان بوجھ کر کیس کی تفتیش مکمل نہ کرنے، ابھی تک ملزمان کو گرفتار نہ کرنے اور عدالت میں بروقت چالان پیش نہ کرنے پر متعلقہ پولیس آفیسران کو گرفتار کر کے ان پر معاونت قتل کا مقدمہ چلایا جائے اور ایسی کالی بھیڑوں کو پولیس ملازمت سے فارغ کیا جائے۔ تبادلہ ان کا علاج نہیں۔ ورنہ یہ کرپٹ اور نااہل افسران جہاں بھی تعینات ہوں گے، وہاں آئے روز حکومت کے لئے نت نئے مسائل پیدا کرتے رہیں گے۔

۳...... ۱۹۷۴ء میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ 1718 SCMR (1993) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/C اور 298/C کے تحت سزائے موت کا مستوجب ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات ومقامات کی توہین کرتے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان قانون شکن سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جس سے بعض اوقات لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ انتظامیہ قادیانیوں کی ان شرانگیز سرگرمیوں کا ازخود نوٹس لے۔

۴...... ننکانہ شاہ کوٹ روڈ کا نام سرکاری طور پر غازی محمد مالک شہیدؒ کے نام پر رکھا جائے۔

دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ میں

ردقادیانیت وعیسائیت کورس کا انعقاد!

مولانا محمد عارف شامی

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ کے سابق کنٹرولر پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد اعوان نے کہا ہے کہ موجودہ دور کے مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لئے عقیدہ ختم نبوت سے وابستگی ناگزیر ہے۔ مسلمانوں کی فلاح خاتم النبیینﷺ کے دامن رحمت میں آنے اور آپﷺ کی سیرت اپنانے میں ہے۔ پوری دنیائے کفر مسلمان کو مٹانے کے درپے ہے۔

قرآن مجید اور نماز جمعہ کے اجتماعات پر پابندی کی منصوبہ بندی کر لی گئی ہے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لئے مذموم پراپیگنڈہ کیا اور قادیانی اور امریکہ نواز بھی اس مہم میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ مسلمانوں کو ہوش مندی سے کام لینا ہوگا اور اس منفی پروپیگنڈہ کو مؤثر توڑ کرنا ہوگا۔ انہیں ختم نبوت کے محاذ پر اپنے فرائض پہچاننا ہوں گے۔ طالب علم ہمارا مستقبل ہیں۔ جدید اداروں کے طلباء بطور خاص قادیانیت اور لادینیت کے لئے تر نوالہ ثابت ہوتے ہیں۔ اسکولوں کے طلباء کے لئے ختم نبوت تربیتی کورسز نہایت ضروری ہیں۔

ان خیالات کا اظہار انہوں نے تیسرے سالانہ ختم نبوت تربیتی کورس کے اختتام پر تقریب تقسیم انعامات میں کیا۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے بخاری ہال میں منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت بزرگ عالم دین مولانا حافظ محمد ثاقب نے کی۔ تقریب کا آغاز سائنس وے سکول گوجرانوالہ کے طالب علم حافظ محمد عمر حنیف نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گوجرانوالہ کے طالب علم حامد علی نے نعت رسول مقبولﷺ پیش کی۔ نظامت کے فرائض سید احمد حسین زید نے کی۔ اس موقع پر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے پروفیسر علامہ محمد منیر کھوکھر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائیت عالم اسلام کا ناسور ہے۔ اسے امریکی سرپرستی حاصل ہے۔ مسلمانوں کو مرزائیت کے باطل نظریات سے بچانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد زریں لفظوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

سید احمد حسین زید نے کورس کی افادیت اور ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کورس کا آغاز ۱۴؍جون ۲۰۰۸ء کو بخاری ہال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کیا گیا۔ اس کورس میں ۷۰ طلباء نے رجسٹریشن کروائی۔ ان میں فاران انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کھیالی گوجرانوالہ، کرسچین ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، سائنس وے ماڈل ہائی سکول، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، جامعہ صدیقیہ مجاہد پورہ، مدرسہ جامعہ حمیدیہ سرفراز کالونی گوجرانوالہ کے طلباء شامل تھے اور کورس کے دوران پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، جامعہ عربیہ گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد عارف، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے پروفیسر علامہ محمد منیر

کھوکھر، گورنمنٹ جامع ہائی سکول گوجرانوالہ کے استاد مولانا حافظ محمد ارشد، جمعیت اہل السنّت والجماعت ضلع گوجرانوالہ کے سیکرٹری جنرل مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، اہل حدیث مولانا حافظ عمر صدیق، مولانا فقیر اللہ اختر، ماہنامہ ''حسن مآب'' گوجرانوالہ کے مدیر مولانا ڈاکٹر منصور احمد، جامعہ فتاح العلوم گوجرانوالہ کے مولانا مفتی محمد نعمان، مناظر اسلام مولانا صلاح الدین حنیف، بھڑی شاہ رحمٰن، مولانا محمد عارف شامی، مناظر عیسائیت زین الشہداء رفیق اور بزرگ عالم دین مبلغ ختم نبوت مولانا حافظ محمد ثاقب نے مدلل انداز میں رد قادیانیت وعیسائیت اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی۔

اختتامی سبق شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے پڑھایا۔ ۴؍اگست ۲۰۰۸ء کو نتائج کا اعلان کیا گیا۔ جس کے مطابق گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گوجرانوالہ کے طالب علم محمد نعمان ایوب نے ۹۳ فیصد نمبر لے کر پہلی، فاران انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی گوجرانوالہ کے محمد طارق اور گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گوجرانوالہ کے محمد حذیفہ منیر نے ۹۰ فیصد نمبروں کے ساتھ دوسری، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کے طالب علم اعجاز الحق خان نے ۸۷ فیصد نمبر لے کر تیسری، سید معظم اعجاز نقوی، سبحان علی، ولید رضا نے چوتھی، محمد علی صفدر، عمر عزیز اور فیصل جمیل نے پانچویں پوزیشن حاصل کی۔

اسناد وانعامات کی تقسیم پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد اعوان، علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر، جامعہ فرقانیہ کے مہتمم مولانا قاری محمد ادریس، گورنمنٹ کالج پیپلز کالونی کے پروفیسر حافظ محمد انور، ادارہ خطوط نفیس کے سربراہ محمد امان اللہ قادری، مولانا محمد اشرف مجاہد، مولانا محمد عارف شامی، ڈاکٹر ذیشان حسن ہاشمی، ڈاکٹر شہزاد احمد، ماسٹر محمد عبداللہ، حافظ محمد الیاس قادری، تحریک احیاء سنت کے صدر مولانا قاری عبدالرشید صدیقی نے اپنے ہاتھوں سے کی۔

شرکاء کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حاجی عبدالرحمٰن اور سید احمد حسین زیدی کی طرف سے کتب ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک دیا گیا۔ کامیاب ۷۰ طلباء کو اسناد بھی دی گئیں۔ تقریب کا اختتام مولانا حافظ محمد ثاقب کی دعاء پر ہوا۔ طلباء کو آئینہ قادیانیت اور فراق یاراں اور مہمانان گرامی کو کتاب تحفظ ختم نبوت اور اس کی اہمیت دی گئیں۔

محترم جناب محمد ناصر صاحب کو صدمہ!

ختم نبوت خط وکتابت کورس کے صدر جناب محمد ناصر صاحب کے چھوٹے بھائی کافی عرصہ علیل رہنے کے بعد ۹؍رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ کو انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم بہت ہی سادہ طبیعت کے مالک تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے۔ اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب صاحب اور راولپنڈی کے مبلغ مولانا زاہد وسیم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے نماز جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کی۔ تمام متعلقین سے مرحوم کے لئے رفعت درجات کی دعاء کی درخواست ہے۔

ایک مرزائی خاتون کے آہنی تابوت میں کیڑے، نواسے کا قبول اسلام

از قلم: سید احمد حسین زید

خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیﷺ کے دشمنوں اور مخالفوں کو نہ صرف عبرتناک انجام سے گزرنا پڑا۔ بلکہ ان کے پیروکاروں اور ہمدردوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے عبرت کا نشان بنادیا۔ یہ بات غیرت الٰہی کے خلاف ہے کہ کوئی محبوب حقﷺ کے متعلق زبان درازی کرے اور اللہ تعالیٰ اسے برداشت کرلیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ گستاخ رسولﷺ کی پکڑ نہ کی گئی ہو۔ تاریخ ایسے انگنت واقعات سے بھری پڑی ہے کہ ایسے دعویداروں کو نشان عبرت بنا کر دوسرے لوگوں کے لئے سبق بنادیا گیا۔ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے قبول اسلام کا سبب عالم خواب میں آنجہانی مرزاغلام احمد قادیانی کی عبرتناک اور بگڑی ہوئی حالت ہی بنی تھی۔ جرمن اخبار کا ایڈیٹر غازی عامر چیمہ شہید کے ہاتھوں زخمی ہوکر سسک سسک کر جہنم کا ایندھن بنا تو دوسری جانب ڈنمارک کے اخبار کا ایڈیٹر اور بدبخت کارٹونسٹ اپنے ہی کمرہ میں پراسرار طور پر جل کر کوئلہ بن گیا اور دنیا پر ہی روسیاہی کا گواہ بن گیا۔ ڈینش حکومت نے چھپانے کی بہت کوشش کی مگر اللہ کے سامنے کب کسی کی چلی ہے۔ یہ بات منظر عام پر آ کر رہی اور یہودی اور عیسائی بدبختوں کے ابدی سیاہ چہروں سے نقاب اتر گیا۔ چنیوٹ میں ایک نوجوان محمد نعیم نے قادیانیت پر پھٹکار کرتے ہوئے جامع مسجد النور جھنگ روڈ کے خطیب حضرت مولانا مسعود سروری کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ محمد نعیم خاندانی قادیانی تھا۔ اس کے قبولیت اسلام کا سبب اس کی نانی کا عبرتناک انجام بنا۔ محمد نعیم نے ہدایت کی روشنی پانے کے بعد بتایا کہ وہ خاندانی مرزائی تھا۔ سات ماہ قبل اس کی نانی جہان فانی کے سفر پر چلی گئی۔ اس کی نانی کی میت کو مرزا سردار احمد قادیانی کے سپرد کیا گیا۔ جس نے میت کو امانتاً دفن کردیا۔ مردہ کو آہنی تابوت میں رکھا گیا اور قادیانی رسومات کے مطابق اس کی تدفین کی گئی۔ چھ ماہ بعد میت کو قبر سے نکال کر مرزائی جہنم میں منتقل کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ جب آہنی تابوت قبر سے نکالا گیا تو وہاں کا منظر بہت ہی خوفناک اور دل دہلانے والا تھا۔ آہنی تابوت سے کیڑے نکل رہے تھے اور اتنا زیادہ تعفن پھیل گیا کہ سانس لینا محال ہوگیا۔ دماغ بدبو سے پھٹنے لگے۔ اس پر محمد نعیم نے اپنے ماموں سے سوال کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے معاملہ ٹالنے اور حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی۔ مگر جس کے مقدر میں ہدایت لکھ دی گئی ہو وہ کیسے گمراہی کے جال میں پھنسا رہ سکتا ہے۔ محمد نعیم کے اصرار پر اس کے ماموں نے کہا کہ صندوق کو دیمک لگ گئی ہے۔ اس جواب نے اس کے ہوش اڑادیئے کہ کس طرح جھوٹ اور فریب سے حقیقت کو چھپایا جارہا ہے اور لوہے کے تابوت کو دیمک لگادی گئی ہے۔ جب کہ ایسا ناممکنات میں سے ہے۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ مرزا قادیانی کی طرح اس کے پیروکار بھی جھوٹ کا علم بلند کئے ہوئے ہیں تو اسے قادیانیت سے نفرت ہوگئی۔ وہ قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام کے دامن عاطفت میں آ گیا۔ یہ یکم؍ جولائی ۲۰۰۸ء کا ایسا واقعہ ہے جس پر غور کرنے سے ہر مرزائی ہدایت پاسکتا ہے۔ مگر جن کے دلوں، زبانوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگادی گئی ہو۔ وہ کیسے ہدایت کا راستہ پاسکتے ہیں۔ دنیا بھر کے مرزائیوں کو یہ واقعہ دعوت فکر دیتا ہے کہ وہ مرزائیت کے جہنمی بدبودار اور غلیظ ماحول سے تائب ہوجائیں اور اسلام کے پاکیزہ ماحول میں آ کر آخرت کی سرخروئی حاصل کرلیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

کوئٹہ میں یوم تحفظ ختم نبوت

ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر نیک نیتی کے ساتھ مؤثر طور پر عملدرآمد کیا جائے۔ قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔ ان خیالات کا اظہار علماء کرام نے یوم تشکر (یوم تحفظ ختم نبوت) کے موقع پر مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی اپیل پر صوبے بھر میں آج اتوار کو یوم تشکر منایا گیا۔ صوبے کے مختلف شہروں اور مقامات پر اجتماعات منعقد ہوئے۔ جس میں علماء نے شہداء ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جامع مسجد مرکزی میں مولانا انوارالحق حقانی اور جامع مسجد قندھاری میں مولانا عبدالواحد نے بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷/ستمبر کا دن مسلمانوں کے لئے خصوصی طور پر اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن ہے۔ جس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ قومی اسمبلی نے جمہوری طریقے سے یہ بل پاس کیا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اصل اور اساس ہے۔ ختم نبوت کا منکر بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا یادگار اور تاریخی فیصلہ مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا حاصل ہے۔ نوے سالہ جدوجہد میں لاکھوں علماء کرام اور مسلمان پابند سلاسل ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں حضور اکرم ﷺ کی ناموس کے لئے جانیں نچھاور کیں اور ایک طویل پرامن تحریک کے ذریعے شافع محشر ﷺ کی ختم نبوت کا دفاع کیا۔ جامع مسجد سنہری میں مولانا عبداللہ منیر، جامع مسجد سراج میں مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد عمر میں مولانا محمد یوسف نقشبندی، جامع مسجد نورانی میں مولانا نورالدین ہاشمی نے خطاب کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عملدرآمد کرائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے۔ علماء نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ حکومت آئندہ مردم شماری میں ان کو حصہ لینے کے لئے پابند کرے۔ جامعہ اسلامیہ ضیاءالقرآن جامع مسجد گول میں بعد نماز ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے خطیب العصر مولانا عبدالغفور مینگل نے کہا کہ آج یوم تشکر دراصل یوم تجدید عہد ہے کہ مسلمان ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ عالم کفر کی خواہش ہے کہ پاکستان کے دستور میں اسلامی دفعات بالخصوص امتناع قادیانیت آرڈیننس اور شاتم رسول کی سزائے موت کی آئینی ترمیمات ختم کردی جائیں۔ لیکن مسلمان اس قسم کی سازش کو اپنے قوت ایمان سے ناکام بنائیں گے۔ آج سے ۳۵ سال قبل رمضان المبارک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ سارقین ختم نبوت کی حرکتوں پر کڑی نگاہ رکھیں۔ اس موقع پر شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے ناموس رسالت پر قربانی دینے والے مجاہدین ختم نبوت کی بلندی درجات کی دعاء کی۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

سلام زندہ باد | فرما گئے یہ ہادیٔ لانبی بعدی | ختم نبوت زندہ باد

سالانہ عظیم الشان 27 واں دو روزہ ختم نبوت ﷺ کانفرنس

مسلم کالونی چناب نگر

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرۃ خاتم الانبیاء
- مسئلۂ ختم نبوت
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحادِ اُمت

بتاریخ 30، 31 اکتوبر 2008

جمعرات - جمعۃ المبارک

اور ردِّ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، مقررین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

ملتان: 061-4514122 چناب نگر: 047-6212611

قیمت فی شمارہ -/10 روپے | قیمت سالانہ -/100 روپے